www.urdufans.com
گیس کا راز
اشتیاق احمد

کیسٹ کا راز

فون کی گھنٹی نے انہیں چونکا دیا...

"اس گھنٹی سے مجھے غم کی آواز سنائی دے رہی ہے۔"

"وحشت تیرے کی... بے کوئی تک... فون کی گھنٹی کی آواز سے غم کی آواز آ رہی ہے..."

"ابھی کیا ہے، آگے آگے دیکھنا ہوتا ہے کیا... اسے تو گھنٹی کی آواز سے سسکیوں اور رونے کی آواز بھی سنائی دیا کرے گی۔"

فرزانہ نے منہ بنایا۔

"خیر خیر... تم فون سن لو... ابھی پتا چل جائے گا۔" فاروق مسکرایا۔

"وہ تو سننا پڑے گا۔"

ادھر گھنٹی مسلسل بج رہی تھی۔

"یہ کہہ کر رہ گئے... وہ تو سننا پڑے گا... اور ریسور اٹھایا نہیں۔"

"ریسیور فرزانہ اٹھائے گی..... کیا ہم نے کام تقسیم نہیں کر رکھے۔"

"اور اس کے لہجے سے غم ٹپک رہا تھا..." فاروق غیر یقینی لہجے میں بولا۔

"ہاں! بالکل۔"

"حیرت ہے... کمال ہے۔" فاروق کے منہ سے نکلا۔

"کس بات پر حیرت ہے... کمال ہے... تم نے خود تو کہا تھا... گھنٹی کی آواز سے غم ٹپک رہا ہے۔"

"اسی بات پر تو حیرت ہے... میں نے تو اس وقت مذاق میں ایک بات کہی تھی۔"

"ہو سکتا ہے... مجھے وہم ہوا ہو... خیر ابھی معلوم ہو جائے گا۔"

اور پھر وہ راجہ ٹاؤن کے مکان نمبر **913** کے سامنے رک گئے اس کا دروازہ بند تھا... یہ درمیانے درجے کے لوگوں کی آبادی تھی... مکان بھی قریب قریب پانچ مرلے کے تھے... لیکن صاف ستھرے اور اچھے انداز کے تھے... گھر بھی قریباً ایک جیسے نظر آئے، بس ان میں تھوڑے بہت فرق تھے...

"معلوم ہوتا ہے... اس آبادی کے لوگ ایک دوسرے سے بہت گھل مل کر رہتے ہیں... یا ایک دوسرے کے رشتے دار ہیں۔"

"یا پھر ان سب کو ایک جیسے ڈیزائن کے گھر پسند ہیں۔"

"اوہو! ہمیں اس سے کیا... تم دروازے پر دستک دو۔" فرزانہ جھلا اٹھی۔

اس وقت تک محمود نیچے اتر چکا تھا، اس نے گھور کر فرزانہ کو دیکھا... جیسے کہہ رہا ہو... میں تمہارا ملازم نہیں ہوں۔

فرزانہ مسکرا دی... اور ادھر محمود نے دستک دی... اتنی دیر میں وہ دونوں بھی نیچے اتر چکے تھے... آس پاس سے گزرنے والے انہیں عجیب سی نظروں سے دیکھتے ہوئے گزر رہے تھے... انہیں حیرت سی ہوئی کہ یہ لوگ اس طرح کیوں دیکھ رہے ہیں... ہم نے ان کا کیا بگاڑا ہے... بس یہی نا کہ ان کی آبادی میں آ گئے ہیں... اور ایک دروازے پر دستک دے رہے ہیں... تین بار دستک دینے پر بھی کوئی جواب نہ ملا۔

"اب کیا کریں... دروازہ اندر سے بند ہے... لیکن شاید اندر کوئی بھی نہیں ہے۔"

"اب کسی گزرنے والے کو روکنا پڑے گا۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"تو روک لو... روکا کس نے ہے۔" فرزانہ مسکرائی۔

فاروق بھی اسے گھور کر رہ گیا جیسے کہہ رہا ہو۔

"تم کسی ملک کی شہزادی ہو گیا... حکم چلائے جا رہی ہو۔"

"بھائی صاحب... ذرا بات سنیے گا۔"

"جج... جی ہاں۔" وہ بوکھلا اٹھا۔

"آپ بوکھلائے کیوں۔"

"وہ... آپ... جی میں... بس کچھ نہیں۔" اس سے کچھ

بات نہ بن پڑی۔

"شکریہ۔" فاروق مسکرایا۔

"دھت... شکریہ کس بات کا۔"

"آپ کا جواب اچھا لگا... اب یہ بتا دیں کہ ہم آپ سے کیا پوچھیں۔" فاروق نے بے چارگی کے عالم میں کہا۔

"یہ کیا بات ہوئی۔" اس کے لہجے میں زمانے بھر کی حیرت تھی۔

"یار فاروق..." محمود نے اسے گھورا۔

"اوہ ہاں اچھا... آپ بتا دیں... یہاں کون صاحب رہتے ہیں... اور کیا وہ اکیلے رہتے ہیں۔"

"یہ مکان... اس محلے کا پراسرار مکان ہے... اور اس میں رہنے والا بھی پراسرار ہے... وہ لوگوں کو عجیب و غریب باتیں بتاتا ہے... ایسی باتیں... جن پر کوئی یقین نہیں کرتا۔"

"ان کا نام کیا ہے۔"

"نام ہے خلیق احمد۔"

انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا... نام تو یہی اس نے فون پر بتایا تھا۔

"کیا یہ صاحب اکیلے رہتے ہیں۔"

"یہ بھی ٹھیک ہے... یہ دنیا میں بالکل اکیلا ہے۔"

"یہ مکان پراسرار کیسے ہے... خلیق احمد کیوں پراسرار

ہے۔"

"اس کی باتیں پراسرار ہیں... لوگ اس کی باتوں پر ہنستے ہیں... کچھ لوگ تو اس سے بہت تنگ ہیں... وہ اکثر اس سے کہتے ہیں... ہم تمہیں قتل کر دیں گے۔"

"کمال ہے... صرف اس کی باتوں کی وجہ سے۔"

"ہاں! صرف اس کی باتوں کی وجہ سے۔"

"آخر وہ باتیں کیا ہیں۔"

"میں نے تو کبھی سنی نہیں... یہ باتیں بھی لوگوں سے سنی ہیں، آپ پھر دستک دیں... وہ سو رہا ہوگا۔" یہ کہہ کر وہ آگے بڑھ گیا۔

محمود نے پھر زوردار انداز میں دستک دی... اس بار بھی کوئی جواب نہ ملا...

"چلو فاروق... جائزہ لو... ہم اندر کس طرح داخل ہو سکتے ہیں۔" محمود مسکرایا۔

"اچھی بات ہے... نبٹ لوں گا۔"

"کیوں بھئی خیر تو ہے... کیا کیا ہے میں نے۔"

"ہر مرتبہ مجھے پائپوں پر چڑھنا پڑتا ہے... اور تم دونوں مزے سے نیچے کھڑے رہتے ہو۔"

"یہ ضروری نہیں کہ پائپوں کے ذریعے ہی اوپر جا سکیں۔"

"لیکن یہ تو ضروری ہے نا... کہ میں ہی پہلے اندر جاؤں گا۔"

اس نے بھنا کر کہا اور آگے بڑھ گیا۔

دونوں مسکرا دیے... جلد ہی وہ واپس لوٹا...

''پچھلی طرف ایک بند گلی ہے... اس طرف ایک کھڑکی کھلتی
ہے... ہم اس کھڑکی کے ذریعے اندر داخل ہو سکتے ہیں۔''

''خوب! اب تم پائپ پر چڑھنے سے بچ گئے۔'' محمود نے منہ
بنایا۔

''اگر تمہیں افسوس ہو رہا ہے تو میں پائپ کے ذریعے ہی او
چلا جاتا ہوں۔'' فاروق جل کر بولا۔

فرزانہ ہنسنے لگی... پھر وہ کھڑکی کے ذریعے اندر داخل ہو گئے

''لگتا ہے... یہاں کوئی نہیں ہے...''

''آؤ... دیکھتے ہیں...''

وہ آگے بڑھے... اس کمرے سے نکل کر صحن میں آ گئے...
ایک کمرہ اس کمرے کے ساتھ تھا... پھر بیرونی دروازے کے ساتھ
ڈرائنگ روم تھا... گویا یہ کل تین کمروں کا مکان تھا... انہوں نے با
دو کمرے بھی دیکھ ڈالے... گھر میں کوئی نہیں تھا... دروازے کے
بائیں طرف چھوٹا سا باورچی خانہ تھا... اور ڈرائنگ روم کے ساتھ
ایک غسل خانہ... یہ غسل خانہ بھی خالی تھا اور باورچی خانہ بھی... تینوں
کمروں میں کوئی نہیں تھا... اس قسم کے آثار بھی نہیں تھے کہ وہاں
مالک مکان کو اغوا کیا گیا ہو... ڈرائنگ روم میں فون موجود تھا۔ گھر
سامان حد درجے مختصر تھا... اس قدر مختصر کہ انہیں بہت حیرت ہوئی۔
صرف انتہائی ضرورت کی چند چیزیں... جن کے بغیر کام چل ہی

سکے... پورے مکان میں صرف ایک بستر تھا، باورچی خانے میں چند
برتن تھے... مٹی کے تیل کا ایک چولہا... جس کمرے سے گزر کر وہ صحن
میں آئے تھے... وہاں بستر کے ساتھ ایک چھوٹی سی میز اور ایک کرسی
بھی تھی... میز پر چند کاغذات پڑے تھے... لیکن ان میں سے کسی پر
کچھ لکھا ہوا نہیں تھا... آتش دان کے اوپر ایک آڈیو کیسٹ رکھی تھی...
اس پر بھی کچھ لکھا ہوا نہیں تھا... آیا وہ گانوں کی ہے یا کسی اور چیز کی...

''پورے گھر میں ہمارے مطلب کی کوئی چیز نہیں... یہ کیسٹ
بھی گانوں کی ہو گی۔'' محمود بڑبڑایا۔

''لیکن...'' فرزانہ نے پرزور لہجے میں کہا۔

''جملہ خوب ہے... اور حد درجے مختصر۔'' فاروق نے مذاق
اڑانے والے انداز میں کہا۔

''تعریف کا شکریہ... کافی قدردان معلوم ہوتے ہو۔''
محمود مسکرایا... فاروق کا منہ بن گیا۔

''میرا خیال ہے... پہلے جملہ مکمل کر دو۔''

''لیکن جب تک ہم اس کیسٹ کو سن نہ لیں... اس وقت تک
کیا کہا جا سکتا ہے، ہو سکتا ہے یہ گانوں کی نہ ہو اور اس کا تعلق خلیق احمد
کی گمشدگی سے ہو۔''

''ہاں! یہ بات کہہ سکتے ہیں... خیر ہم اس کیسٹ کو اپنے پاس
رکھ لیتے ہیں... گھر جا کر سن لیں گے... پھر دیکھیں گے یہ ہمارے
کس کام آ سکتی ہے... ایسا لگتا ہے... خلیق احمد ہمیں فون کرنے کے

بعد یہاں سے کہیں اور چلا گیا تا کہ ہم الجھن میں مبتلا ہو جائیں۔''

''لیکن ہمیں الجھن میں مبتلا کرنے کی اسے کیا ضرورت تھی۔''

''اس سوال کا جواب بھی تو وہی دے سکتا ہے۔''

''اوہ ہاں... یہ بھی ٹھیک ہے... خیر... فی الحال تو یہاں کسی گڑبڑ کے آثار نہیں ہیں... لہٰذا ہم واپس چلتے ہیں۔''

وہ کھڑکی کے راستے باہر نکل آئے... کھڑکی اسی طرح چھوڑ دی گئی... وہاں تھا ہی کیا... جس کے چوری ہو جانے کا ڈر ہوتا... باہر نکل کر انہوں نے ایک اور پڑوسی سے پوچھا:

''یہ آپ کے پڑوسی خلیق احمد کرتے کیا ہیں۔''

''کسی کو معلوم نہیں۔''

''جی... کیا مطلب... کسی کو معلوم نہیں۔''

''ہاں... کسی کو معلوم نہیں... کسی نے انہیں آج تک کچھ کرتے نہیں دیکھا ویسے کسی دفتر میں ملازم ہیں۔''

''یہ یہاں کب سے رہ رہے ہیں۔''

''قریباً پانچ سال سے رہ رہے ہیں۔''

''مکان کرائے کا ہے۔''

''ہاں! بالکل... لیکن کرایہ باقاعدگی سے دیتے ہیں... محلے میں کسی کو ان سے کوئی شکایت نہیں... کسی سے کوئی واسطہ نہیں رکھتے.. لوگوں نے ان کے بارے میں عجیب و غریب باتیں مشہور کر رکھی ہیں...

لیکن یہ سب باتیں غلط ہیں... ہاں اتنا ضرور ہے کہ ہمیں معلوم نہیں کہ وہ کرتے کیا ہیں... میں نے ایک دو بار ان سے یہ سوال پوچھا تھا... کہ آپ کیا کام کرتے ہیں... جواب میں مسکرا کر کہنے لگے.. آپ کو آم کھانے سے غرض ہے یا پیڑ گننے سے۔''

''کیا مطلب؟'' فاروق چونکا۔

''مطلب یہ کہ یہ مکان میرا ہے... بلکہ یہ پانچ مکان میرے ہی ہیں... میں نے کرائے پر دے رکھے ہیں۔''

''اوہ اچھا... آپ خود کہاں رہتے ہیں۔''

''وہ سامنے والا مکان... میں اس میں رہتا ہوں۔''

''خوب! آپ کا نام۔''

''زاہد ترشوری۔''

''یہ ترشوری کیا ہوتا ہے۔'' فاروق نے حیران ہو کر پوچھا۔

''ترشوری ذات ہے... کیا آپ کو اس پر اعتراض ہے۔''

وہ برا مان گیا۔

''جی نہیں.. ہمیں بھلا کیوں اعتراض ہوتا.. آپ کا شکریہ.. ویسے آپ کی اطلاع کے لیے عرض کیے دیتے ہیں کہ انہوں نے ہمیں فون کیا تھا کہ کوئی انہیں قتل کر دینا چاہتا ہے۔''

''کیا!!!'' وہ چیخ اٹھا۔

''ہاں جناب... چنانچہ ہم فوراً یہاں چلے آئے۔''

''کیا آپ کا تعلق پولیس سے ہے۔''

"ہاں! یہی سمجھ لیں۔"

"پولیس والوں نے اب کم عمر کے ملازمین بھرتی کرنے شروع کر دیے ہیں۔"

"نہیں... ہم بے بھرتی ملازم ہیں۔"

"یہ کیا بات ہوئی۔"

"ہمارے والد انسپکٹر ہیں... بس ہمیں بھی اس قسم کے کاموں کا شوق ہے۔"

"اوہ اب سمجھا... آپ ضرور محمود، فاروق اور فرزانہ ہیں۔"

"خیر... اب سنیے... خلیق احمد صاحب غائب ہیں... گھر خالی پڑا ہے۔"

"کیا نہیں؟؟؟"

زاہد تر شوری پوری قوت سے چیخا... اور دروازے کی طرف دوڑ پڑا۔

☆☆☆

کیسٹ کا دشمن

"ارے... ارے بھائی... تاہر ذرشوری صاحب... آپ کو کیا ہو گیا... کہاں بھاگے جا رہے ہیں۔" فاروق چیخا۔

"حد ہو گئی... وہ کیا خیال کرے گا۔" محمود جھلا اٹھا۔

"کون؟" فاروق نے پوچھا۔

"یہی... زاہد تر شوری۔" محمود نے اسے گھورا۔

"ہوا کیا ہے..." فاروق کے لہجے میں حیرت تھی۔

"تم نے اس کا نام قاہر تر شوری لیا ہے۔"

"اوہ... مجھے پتا ہی نہیں چلا... دراصل ز اور ف نے جگہیں بدل لیں... خیر... تو یہ صاحب کہاں چلے گئے۔"

"اپنے گھر میں... انہوں نے یہی بتایا تھا کہ سامنے والے مکان میں رہتے ہیں... اور میں اس کے گھر کے دروازے پر لگی ہوئی نیم پلیٹ دیکھ رہا ہوں... اس پر زاہد تر شوری ہی لکھا ہے۔"

"آؤ پھر... ذرا دو دو باتیں ہو جائیں..."

وہ فوراً اس دروازے پر پہنچے... محمود نے دستک دی... فوراً ہی دروازہ کھلا... اور زاہد تر شوری نظر آیا... لیکن انہیں دیکھتے ہی وہ

چیخ پڑا۔

"نہیں نہیں۔"

"ہاں ہاں۔" فاروق بول اٹھا۔

"یہ کیا... ہاں ہاں..." محمود نے اسے گھورا۔

"ان کی نہیں نہیں کے جواب میں۔"

"فاروق سنجیدہ۔" فرزانہ غرائی۔

"میں نے ابھی تک یہ تخلص نہیں رکھا... میرا نام فاروق اح
ہے۔" اس نے منہ بنایا۔

"اچھا بابا چپ رہو۔"

"اب تم نے مجھے بابا کہہ دیا... ہے کوئی..."

"زاہد صاحب... چکر کیا ہے۔"

"وہ... وہ مجھے بھی اغوا کرے گا۔"

"کون... کون کرے گا اغوا۔"

"کیسٹ کا دشمن۔"

"کیسٹ کا دشمن... بھئی واہ۔" فاروق اچھل پڑا۔

"کیا ہوا۔" فرزانہ اور محمود اس کی طرف مڑے۔

"یہ... یہ تو کسی ناول کا نام ہو سکتا ہے۔"

"دھت تیرے کی... ہے کوئی تک... جب دیکھیں... ا
ناولوں کے ناموں کی پڑی رہتی ہے۔"

"آپ کے... یہ ساتھی... دماغی طور پر تو ٹھیک ہیں۔" زا

ترشوری نے بوکھلا کر کہا۔

"ہاں! آپ ان کی نہیں... اپنی فکر کریں۔"

"کیوں! مجھے کیا ہوا ہے۔"

"آپ اس طرح کیوں بھاگے۔"

"خوف زدہ ہو کر... کیسٹ کا دشمن مجھے بھی اغوا کر سکتا
ہے... اس لیے کہ..." وہ کہتے کہتے رک گیا۔

"اس لیے کہ کیا؟"

"اس لیے کہ میں خلیق احمد کے ساتھ اس کیسٹ کو بہت شوق
سے سنتا رہا ہوں... ایک دن ہم دونوں بیٹھے اس کو سن رہے تھے کہ ایک
نامعلوم آدمی کا فون آیا۔"

"نامعلوم آدمی کا فون؟"

"ہاں! اس نے فون پر کہا... اس کیسٹ کو جلا دو... اس کو نہ
سنا کرو... ورنہ میں تمہیں قتل کر دوں گا... یا پھر میں تمہیں اغوا کر لوں گا،
ہم یہ بات سن کر بہت حیران ہوئے... دونوں نے ایک دوسرے کی
طرف دیکھا... پھر خلیق احمد نے اس سے پوچھا۔

"اس کیسٹ سے آپ کو کیا دشمنی ہے۔"

"بس ہے دشمنی... تم ان باتوں کو نہیں سمجھ سکو گے... اس
کیسٹ کو جلا دو... اور مجھ سے اور میری دشمنی سے نجات پا لو..."

یہاں تک کہہ کر زاہد ترشوری خاموش ہو گیا۔

"پھر اس کے بعد۔" محمود نے فوراً کہا۔

"ہم نے آپس میں ایک دوسرے کی طرف دیکھا.. یہ بات حد درجے عجیب تھی.. وہ یہ کیوں چاہتا ہے.. کہ ہم اس کیسٹ کو نہ سنیں.. اگر ہم اس کیسٹ کو سن لیں گے تو اس میں اس کیا نقصان ہے۔"

"پھر... پھر کیا ہوا۔"

"خلیق احمد کہنے لگا... یہ کس قدر عجیب بات ہے... ہم نے ایسی عجیب بات آج تک نہیں سنی... آخر ہم نے فیصلہ کیا... کیسٹ کو سن کر ضرور دیکھیں گے... چاہے کچھ ہو جائے... پھر ہم نے جونہی کیسٹ ٹیپ ریکارڈر میں لگائی... گھر میں ایک ہلکا سا دھماکا ہوا... جیسے کوئی پٹاخہ کسی نے چلایا ہو... ہم گھبرا کر اٹھ کھڑے ہوئے... ٹیپ ریکارڈر بند کر دیا... ادھر ادھر دیکھا... کہیں کوئی نظر نہ آیا... لیکن پٹاخے کے کنکر پتھر وہاں وغیرہ وہاں ضرور بکھرے پڑے تھے... گویا کسی نے پٹاخہ ضرور اندر پھینکا تھا... ابھی ہم حیران و پریشان کھڑے تھے کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی... خلیق احمد نے ڈرے ڈرے انداز میں ریسیور اٹھایا... دوسری طرف وہی نامعلوم آدمی تھا... وہ کہہ رہا تھا، تم نے دیکھا... جس طرح میں اس گھر میں پٹاخہ پھینک سکتا ہوں، کیا بم نہیں مار سکتا... اب اگر تم نے اس کیسٹ کو ہاتھ لگایا تو میں اس گھر کو بم سے اڑا دوں گا.. اور صرف تمہیں ہی نہیں.. اس ترشوری کے بچے کو بھی اغوا کر لوں گا.. ہم سمجھ گئے.. کیسٹ کو نکال کر آتش دان پر رکھ دیا.. ہم نے یہی فیصلہ کیا کہ فی الحال اس کیسٹ کو نہیں سنیں گے.. میں اپنے

گھر چلا آیا.. یہ معاملہ ہماری سمجھ میں بھی نہیں آیا تھا.. اب جب آپ لوگ یہاں آئے تو میں نے اپنے گھر سے آپ کو آتے دیکھا، آپ ایک اور پڑوسی سے خلیق احمد کے بارے میں پوچھ رہے تھے، آپ اندر چلے گئے.. میں دیکھتا رہا.. جب آپ باہر نکلے تو اس وقت میں خود آپ کے نزدیک آ گیا.. تاکہ معلوم کروں، آپ کیا کر رہے ہیں.."

"چلیے یہ تو ہوا... اب یہ بتا دیں کہ... خلیق احمد نے یہ کیسٹ کہاں سے حاصل کی تھی... اور یہ کہ اس میں ہے کیا..." محمود نے حیرت زدہ انداز میں پوچھا۔

"میں نہیں جانتا... خلیق احمد یہ کیسٹ کہاں سے لایا تھا... اور اس میں کیا ہے... اس نے تو بس مجھے بلایا تھا کہ میں ایک کیسٹ لایا ہوں... آئیں سنتے ہیں... نہ سننے کی مہلت ملی... نہ کیسٹ کے بارے میں پوچھنے کی... اسی وقت تو وہ نامعلوم آدمی درمیان میں دخل اندازی کر بیٹھا تھا..."

"لیکن آپ ہماری بات سن کر خوف زدہ میں بھاگ کیوں کھڑے ہوئے تھے۔"

"میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ خلیق احمد کو اغوا کر لے گا... جب سنا تو پہلا خیال یہی آیا کہ کہیں وہ مجھے بھی ہلاک نہ کر دے... یا گولی نہ مار دے... بس مارے خوف کے میں بھاگ نکلا۔"

"آپ فکر نہ کریں... ہم اسے دیکھ لیں گے... سب سے پہلے ہم اس کیسٹ کو سنیں گے... شاید اس میں اس شخص کا کوئی راز

ہے۔" محمود نے جلدی جلدی کہا۔

"اس صورت میں وہ یہ کیسٹ یہاں نہیں چھوڑ سکتا تھا..."
فرزانہ نے نفی میں سر ہلایا۔

"تب پھر کیا بات ہو سکتی ہے۔"

"یہ تو کیسٹ سن کر ہی اندازہ ہو سکے گا۔"

"کیا آپ کے پاس ٹیپ ریکارڈر ہے۔"

"وہ تو ہے... لیکن..."

"آپ کو خوف زدہ ہونے کی ضرورت نہیں... آیئے۔"

وہ انہیں گھر میں لے آیا... ڈرائنگ روم میں انہیں بٹھایا اور پھر ٹیپ ریکارڈر وہیں لے آیا... انہوں نے ابھی کیسٹ لگائی نہیں تھی کہ فون کی گھنٹی بجنے لگی۔

"آ گیا.. اس کا فون آ گیا۔" زاہد ترشوری خوف زدہ انداز میں بولا۔

"آپ ڈریں نہیں..." یہ کہہ کر محمود فون کی طرف بڑھ گیا۔ جونہی اس نے ریسیور اٹھایا... ایک بھرائی ہوئی آواز سنائی دی:

"خبردار... اس کیسٹ کو سننے کی کوشش نہ کرنا... ورنہ گھر پر بم گرے گا۔"

"آپ کہاں سے بات کر رہے ہیں۔"

"جہاں سے بھی بات کر رہا ہوں... آپ سے زیادہ دور نہیں ہوں۔"

"اچھی بات ہے... ہم آپ کی ہدایات پر عمل کریں گے... لیکن یہ تو بتا دیں... اس میں کیا ہے..."

"اگر یہ بتانا ہوتا تو یہ کیسٹ سننے سے کیوں روکتا۔"

"آپ کا نام کیا ہے۔"

"سمندری طوفان۔"

"واہ! اچھا نام ہے... خلیق احمد کہاں ہے۔"

"میرے قبضے میں.. میں نے اپنے آدمیوں کے ذریعے اسے اغوا کرایا ہے.. میں خلیق احمد جیسے کسی آدمی کو برداشت نہیں کر سکتا۔"

"کیا مطلب... خلیق احمد جیسے کسی آدمی کو... یہ خلیق احمد کس قسم کے شخص ہیں بھلا۔"

"زاہد ترشوری سے پوچھ لو... میرا دماغ نہ چاٹو... اس کیسٹ کو سننے کی کوشش کی تو جان سے مار دوں گا۔"

"کسے... خود کو یا ہمیں۔"

"نہیں... خلیق احمد کو۔"

"کیا!!!" وہ ایک ساتھ چلائے۔

"ہاں! اب لو... خلیق احمد سے بات کرو۔"

چند سیکنڈ بعد خلیق احمد کی لرزتی آواز سنائی دی:

"م... مجھے... اس ظالم کے پنجے سے چھڑائیں... یہ... یہ مجھے مار ڈالے گا۔"

"اس کیسٹ میں کیا ہے۔"

"ہم... میں۔"

ساتھ ہی اس کے ہاتھ سے ریسیور چھین لیا گیا اور ریسیور پر شاید ہاتھ رکھ دیا گیا۔

"اچھی بات ہے سنو... ہم آرہے ہیں... تمہاری خبر لینے۔"

"لیکن کہاں آؤ گے۔"

"یہ ہمارے لیے کچھ بھی مشکل نہیں۔"

"دیکھتا ہوں... مجھ تک کیسے پہنچتے ہو... پہنچ گئے تو بھی منہ کی کھاؤ گے۔"

"اچھا اچھا... دیکھتے ہیں..."

محمود نے فوراً ایکس چینج کا نمبر ملایا... اپنا نام بتایا اور جس نمبر پر بات کی گئی تھی... وہ نمبر بتایا... فوراً ہی اس طرف سے کہا گیا:

"موبائل فون سے بات کی گئی ہے... موبائل کا نمبر نوٹ کر لیں۔"

"صرف نمبر ہی نہیں... ہم یہ بھی جاننا چاہتے ہیں کہ یہ موبائل کس کا ہے، اس کا پتا کیا ہے۔" محمود نے بے چین ہو کر کہا۔

"یہ نمبر خان بہادر نامی شخص کا ہے... پتا ہے 203 نیا گارڈن۔"

"شکریہ۔" اس نے فوراً کہا اور تینوں فوراً باہر نکل آئے۔

"زاہد ترشوری صاحب... ہمیں اس جگہ کا پتا چل گیا...

جہاں خلیق احمد کو رکھا گیا ہے... ہم وہاں جا رہے ہیں... آپ سے پھر ملاقات ہو گی۔" محمود نے بلند آواز میں کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔"

تیز رفتار سے گاڑی دوڑاتے وہ نیا گارڈن پہنچ گئے... جلد ہی محمود نے 203 نمبر کے دروازے پر دستک دی... ایک منٹ بعد دروازہ کھلا اور ایک بارعب آدمی نظر آیا۔

"ہاں! بھئی... کیا بات ہے۔" اس نے اپنے سامنے بچوں کو دیکھ کر برا سا منہ بنایا۔

"فکر نہ کریں... چندہ لینے نہیں آئے۔"

"تب پھر..." اس نے چونک کر ان کی طرف دیکھا۔

"آپ کے موبائل کا نمبر کیا ہے۔"

"کیوں... کیوں پوچھ رہے ہیں آپ۔" اس کے چہرے پر حیرت دوڑ گئی۔

"ہمارا تعلق محکمہ سراغ رسانی سے ہے۔"

"کیا مطلب... یہ کیسے ہو سکتا ہے۔"

"بس ہو سکتا ہے... آپ ہمارے کارڈ دیکھنا چاہیں، دیکھ سکتے ہیں... لیکن پہلے یہ بتا دیں، آپ کا موبائل کا نمبر کیا ہے۔"

"تو کیا موبائل مل گیا۔" خان بہادر نے خوش ہو کر کہا۔

"مل گیا... کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ وہ چوری ہو گیا تھا... میں نے پولیس اسٹیشن

میں دو دن پہلے رپورٹ درج کرائی تھی۔"

"اوہ... یہ بات بھی ہے۔"

"بالکل یہی بات ہے... معاملہ کیا ہے۔"

"پہلے ہم پولیس اسٹیشن سے تصدیق کریں گے... پولیس اسٹیشن کا فون نمبر بتائیں۔"

اس نے نمبر بتایا... محمود نے نمبر ڈائل کیے... دوسری طرف سے بتایا گیا کہ یہ پولیس اسٹیشن ہے...

"دو دن پہلے خان بہادر نامی شخص نے اپنے موبائل کی چوری کی رپورٹ درج کرائی تھی۔"

"ہاں! بالکل کرائی تھی... کیا وہ آپ کو ملا ہے... کون ہیں آپ... کہاں سے بات کر رہے ہیں۔"

محمود نے اپنے بارے میں بتا کر فون بند کر دیا۔

"تصدیق ہو گئی... ہم آپ سے کچھ بات کرنا چاہتے ہیں۔"

"اچھا... میں ڈرائنگ روم کا دروازہ کھولتا ہوں۔"

ڈرائنگ روم میں بیٹھنے کے بعد چند لمحے تک خاموشی رہی... شاید وہ سوچ رہے تھے کہ ان سے کس رخ سے بات کریں... آخر فرزانہ نے کہا:

"آپ خلیق احمد کو جانتے ہیں۔"

"خلیق احمد... یہ کون ہیں... میں اس نام کے کسی شخص سے واقف نہیں۔"

"اچھا... کسی زاہد تر شوری کو جانتے ہیں۔"

"جی نہیں... بالکل نہیں۔"

"سنیے... ہمیں کسی خلیق احمد نے فون کیا تھا کہ کوئی اسے قتل کرنا چاہتا ہے۔"

"ارے باپ رے۔" خان بہادر نے بوکھلا کر کہا۔

"ہم اس کے گھر پہنچے... لیکن وہ غائب تھا... وہیں ہمیں کسی نامعلوم آدمی نے فون کیا کہ اس نے خلیق احمد کو اغوا کیا ہے... ہم نے ایکسچینج کے ذریعے فون نمبر معلوم کیے... پتا چلا... آپ کے موبائل نمبر سے فون کیا گیا ہے۔"

"کک... کیا نہیں۔" وہ اچھل پڑا۔

"ہاں! جناب... اب آپ بتائیں.. اس سلسلے میں کیا کہتے ہیں۔"

"بھلا میں کیا کہہ سکتا ہوں... پہلے ہی بتا چکا ہوں... موبائل چوری ہو گیا تھا۔"

"اوہ اچھا... خیر... مطلب یہ کہ آپ اس بارے میں کچھ نہیں جانتے۔"

"جی نہیں... بالکل۔"

"اچھا شکریہ... اب ہم چلتے ہیں۔"

وہ اٹھے ہی تھے کہ فرزانہ بہت زور سے اچھلی... اس کی آنکھوں میں حیرت ہی حیرت نظر آنے لگی۔

یہیں آ کر بتائیں

"کک... کیا ہوا فرزانہ۔"

"م... میں نے اندر... گھر میں کہیں دور... ایک آواز سنی ہے... جیسے کوئی چیخ چیخ کر کہہ رہا ہو... بچاؤ... مجھے بچاؤ۔"

"اوہ! نہیں۔" فاروق اور محمود ایک ساتھ بول پڑے۔

"آپ کیا کہتے ہیں اس بارے میں۔" محمود نے اسے گھورا۔

"بالکل کوئی آواز سنائی نہیں دی..." خان بہادر بولے۔

"سنائی تو خیر ہم دونوں کو بھی نہیں دی... لیکن اس معاملے میں ہماری بہن ہم سے بہت زیادہ آگے ہے۔"

"میں سمجھا نہیں۔"

"اس کے کان اس قدر تیز ہیں کہ آپ سوچ بھی نہیں سکتے... اور آپ سوچ بھی کیسے سکتے ہیں... خود ہم آج تک سوچ نہیں سکے۔" فاروق نے جلدی جلدی کہا۔

"آپ لوگوں کی باتیں میری سمجھ میں نہیں آ رہیں۔"

"آہستہ آہستہ آ جائیں گی... ہماری باتیں ذرا باغیانہ قسم کی ہیں۔"

"آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔"

"خان بہادر صاحب! ہم آپ کے گھر کی تلاشی لیں گے۔"

"کیا... کیا کہا۔" خان بہادر نے مارے خوف کے کہا۔

"کیوں... اگر خلیق احمد آپ کے گھر میں نہیں ہے... تو تلاشی کے نام پر آپ خوف زدہ کیوں ہو گئے۔" محمود نے طنزیہ کہا۔

"کک... کچھ نہیں... آپ کو پہلے تلاشی کے وارنٹ لانا ہوں گے... اتنا قانون میں بھی جانتا ہوں۔"

"یہ اچھا ہے کہ آپ اتنا قانون جانتے ہیں... ہمارے پاس تلاشی کا وارنٹ ہے۔"

"یہ کیسے ہو سکتا ہے... کیا آپ پہلے ہی تلاشی کا پروگرام بنا کر چلے تھے۔"

"نہیں... یہیں آ کر بنا ہے... وہ آواز سن کر۔"

"تب پھر تلاشی کے وارنٹ آپ کے پاس کیسے ہو سکتے ہیں۔"

"بس خدا کی قدرت... یہ دیکھیے۔"

محمود نے اپنا اجازت نامہ نکال کر دکھایا... خان بہادر پڑھا لکھا بھی تھا اور قانون بھی جانتا تھا... اسی لیے اس اجازت نامے کو دیکھ کر اور حیران ہوا۔

"کمال ہے، آپ کے پاس صدر صاحب کا تحریری اجازت نامہ ہے... خیر جناب... آپ تلاشی لے لیں... مجھے اب کوئی

اعتراض نہیں۔"

"شکریہ... آپ گھر کے افراد کو ایک طرف کر لیں۔"

"ٹھیک ہے... میں انہیں ایک کمرے میں بٹھا دیتا ہوں... پہلے آپ باقی کمرے وغیرہ دیکھ لیں۔ پھر ہم اس کمرے کو دیکھ لیں گے..."

"او کے۔"

اس طرح انہوں نے اس گھر کی تلاشی لی... وہ کل چار کمروں کا مکان تھا... اس میں ایک بڑا سا صحن تھا... خلیق احمد انہیں کسی کمرے میں نظر نہ آیا... انہوں نے غسل خانہ اور باورچی خانہ وغیرہ بھی دیکھ لیے... لیکن وہاں خلیق احمد کی موجودگی کے آثار دور دور تک نظر نہ آئے۔

"حیرت ہے... میرے کان بھی بجنے لگے۔" فرزانہ کی آواز سنائی دی۔

"ابھی کیا ہے... ابھی تو تمہاری آنکھیں بھی بجیں گی..." فاروق نے منہ بنایا۔

"لیکن ہم ایک بات بھول رہے ہیں... اور وہ یہ اس مکان میں کوئی تہ خانہ بھی ہو سکتا ہے۔"

"اوہ ہاں... واقعی۔" محمود اور فاروق نے ایک ساتھ چونک کر کہا۔

"ہم اب اس امکان کا جائزہ لیں گے۔"

"آپ غلط سوچ رہے ہیں... میرے گھر میں کوئی تہ خانہ نہیں ہے۔"

"آپ پہلے وہ کمرہ خالی کرائیں... جس میں عورتوں کو بٹھایا گیا ہے۔"

"ضرور... کیوں نہیں۔"

اب انہوں نے اس کمرے کو بھی دیکھا بھالا... پھر پورے گھر میں تہ خانے کے امکانات کا جائزہ لیا... لیکن وہاں کوئی تہ خانہ نہ ملا۔

"آؤ بھئی چلیں... فرزانہ کو وہم ہو گیا تھا... اور خان بہادر صاحب... ہم آپ سے معافی چاہتے ہیں... آپ کو بہت زحمت دی ہم نے۔"

"کوئی بات نہیں... قانون کی مدد کرنا تو شہریوں کا فرض ہے۔"

وہ باہر کی طرف چلے... عین اس وقت فرزانہ پھر بہت زور سے اچھلی... اس کی آنکھوں میں خوف پھیل گیا۔

"نہیں نہیں... میرے کان نہیں بجے... میں نے پھر وہی آواز سنی ہے... کوئی کہہ رہا تھا۔ بچاؤ... مجھے بچاؤ... اب ہم یہاں سے اس وقت تک نہیں جائیں گے... جب تک کہ آواز کا راز نہ جان لیں۔" فرزانہ نے پرزور انداز میں کہا۔

"کیا کہا.. آواز کا راز... یہ تو کسی ناول کا نام ہو سکتا ہے۔"

"تم ایسا کرو... بازار سے کوئی ناول خرید کر اس کے اوپر یہ

نام لکھ لو... آواز کا راز۔" محمود نے جلے کٹے انداز میں کہا۔

فرزانہ مسکرا دی... پھر خان بہادر کی طرف مڑی:

"ہم ایک بار پھر تلاشی لیں گے۔"

"شوق سے تلاشی لیں... لیکن یہاں آپ کو ملے گا کچھ نہیں۔"

"یہ... یہ کیسے ہو سکتا ہے... آپ میرے کانوں کو چیلنج کر رہے ہیں۔"

"ہاتھ کنگن کو آرسی کیا... آپ یہاں سے اس شخص کو برآمد کر کے دکھا دیں..." خان بہادر نے برا سا منہ بنایا۔

"خان بہادر صاحب... آپ کرتے کیا ہیں۔"

"میں... میری ایک دکان ہے... چھوٹی سی... اور بس۔" اس نے کہا۔

"خیر... آپ گھر کی خواتین کو ایک بار پھر ایک کمرے میں جمع کر لیں، اس کمرے کو ہم سب سے آخر میں دیکھ لیں گے۔"

"اچھی بات ہے۔"

جلد ہی اس نے آ کر بتایا...

"عورتوں کو الگ کر دیا گیا ہے... وہ سب برے برے منہ بنا رہی ہیں..."

"ہمیں افسوس ہے... لیکن ہم مجبور ہیں۔"

"اچھا! اب ذرا جلدی سے اپنا اطمینان کر لیں۔"

انہوں نے ایک بار پھر تلاشی شروع کی... پہلے ہی کمرے میں فرزانہ کو ایک عجیب سا احساس ہوا۔

"تم دونوں نے کچھ محسوس کیا۔"

"نن نہیں تو... یہاں محسوس کرنے کے لیے رکھا ہی کیا ہے۔"

"لیکن مجھے افسوس ہو رہا ہے۔"

"اور وہ کیا؟"

"یہ کہ پہلی بار جب ہم نے اس کمرے کی تلاشی لی تھی... اس وقت میں اور اس وقت میں کوئی فرق پڑا ہے... کمرے میں کوئی تبدیلی ہوئی ہے۔"

"ہمیں تو کوئی تبدیلی نظر نہیں آ رہی۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"تمہارا مشاہدہ تیز نہیں۔" فرزانہ مسکرائی۔

"اور محمود کے بارے میں کیا خیال ہے۔"

"تم سے اس کا مشاہدہ تیز ہے... لیکن اتنا نہیں جتنا میرا مشاہدہ۔"

"لگیں اپنے منہ میاں مٹھو بننے۔" محمود جل گیا۔

"نہیں... سچ کہہ رہی ہوں... بات اپنی تعریف کی نہیں ہے۔"

"تب پھر اپنی بات کو ثابت کرو... ورنہ منہ کی کھاؤ گی۔"

"وہ کیسے... میرا مطلب ہے... منہ کی کس طرح کھاؤں گی۔"

''میں اور محمود مل کر تمہاری مرمت کریں گے۔''

''وہ دن گئے... جب خلیل خاں فاختہ اڑایا کرتے تھے۔''

''کس خلیل خان کی بات کر رہی ہو۔'' فاروق کے لہجے میں حیرت تھی۔

''ضرب المثل والے خلیل خاں کی۔''

''تم سیدھی طرح بات نہیں کر سکتیں۔'' محمود نے تنگ آ کر کہا۔

''کرنے کو میں کیا نہیں کر سکتی۔'' وہ مسکرائی۔

''آخر کیا کہنا چاہتی ہو۔''

''یہ کہ تم دونوں مل کر مجھے ہاتھ بھی نہیں لگا سکتے۔''

''اتنا بڑا دعویٰ نہ کرو... مار مار کر بھرکس نکال دیں گے تمہارا۔''

''اور میرا دعویٰ ہے... مجھے چھو بھی نہیں سکو گے۔''

''اب پہلے مقابلہ ہوگا۔'' فاروق آستین چڑھانے لگا۔

''لیکن بھئی... یہ تو سوچو... ہم اس وقت اپنے گھر میں نہیں ہیں۔'' محمود گھبرا گیا۔

''دیکھا... محمود ڈر گیا۔'' فرزانہ ہنسی۔

''حد ہوگئی... خیر... اب ہمارا مقابلہ گھر جا کر ہوگا... کچھ بھی کہہ لو... ہم یہاں مقابلہ نہیں کریں گے... بے چارے خان بہادر کیا خیال کریں گے... ہم نے ان کے گھر کو اکھاڑہ سمجھ لیا۔''

''واقعی بری بات ہے۔'' فاروق نے فوراً سر ہلایا۔

''دونوں کی سٹی گم ہوگئی... خیر... گھر چل کر دو دو ہاتھ کروں گی... اس وقت دیکھوں گی، تم کیا بہانہ کرتے ہو۔''

''چلو ٹھیک ہے... اب یہ بتاؤ... اس کمرے میں تم نے کیا تبدیلی محسوس کی ہے۔''

''وہ ادھر دیکھو... آتش دان پر ٹیپ ریکارڈر رکھا ہوا ہے۔''

''تو پھر اس سے کیا ہوتا ہے... یہ تو پہلے بھی رکھا ہوا تھا۔''

''لیکن پہلے یہ اس رخ سے نہیں رکھا تھا... اب یہ پہلے کی نسبت ٹیڑھا ہو گیا ہے۔''

''حد ہوگئی... کیا یہ بھی کوئی تبدیلی ہے۔''

''جاسوسی کے کاموں کے لحاظ سے یہ ضرور تبدیلی ہے... اگر اس وقت یہاں ابا جان ہوتے تو کہہ اٹھتے... بہت خوب فرزانہ۔''

''خیر خیر... ہم بھی تمہارا دل رکھنے کے لیے کہہ دیتے ہیں... بہت خوب فرزانہ۔'' فاروق نے برا سا منہ بنایا۔

''لیکن ابا جان برا سا منہ بنا کر ہرگز نہ کہتے... بلکہ چہرے پر مسکراہٹ سجا کر کہتے۔'' فرزانہ نے بھی جواب میں برا سا منہ بنایا۔

''حد ہوگئی... اصل بات بتانے میں کتنا وقت لگا دیا... آخر اس ٹیپ ریکارڈر کا رخ تبدیل ہونے سے کیا فرق پڑتا ہے۔''

''پہلے جب ہم گھر سے نکلنے لگے تو میرے کانوں میں آواز آئی تھی.. کوئی کہہ رہا تھا... بچاؤ... مجھے بچاؤ... یہ مجھے مار ڈالے گا..

دوسری مرتبہ جب ہم باہر جانے لگے تو پھر بالکل یہی الفاظ سنائی دیے... ان میں کوئی فرق بھی نہیں تھا... ساتھ ہی میرا خیال ٹیپ ریکارڈر کی طرف گیا... میں نے سوچا... کیا یہ الفاظ ٹیپ کیے گئے ہیں... اور ٹیپ ریکارڈر پر ہمیں سنائے گئے ہیں... اب جب ہم نے دوبارہ اس کمرے میں قدم رکھے تو فوری طور پر میں نے محسوس کیا... ٹیپ ریکارڈر اس پوزیشن میں نہیں ہے... جس میں پہلے تھا... گویا اس کو ہلایا گیا ہے... اب ہم اس میں لگی ٹیپ کو ذرا سا پیچھے کر کے سنتے ہیں... کیا وہ الفاظ اس پر موجود ہیں۔''

یہ کہہ کر فرزانہ آگے بڑھی... فاروق اور محمود کا مارے حیرت کے برا حال تھا... کیونکہ اس بات کی طرف کی واقعی ان کا دھیان تک نہیں گیا تھا... اچانک ٹیپ ریکارڈر سے آواز ابھری:

''بچاؤ... مجھے بچاؤ... یہ مجھے مار ڈالے گا۔''

اس کے بعد خالی کیسٹ چلتی رہی... اس میں سے کوئی آواز سنائی نہ دی۔

''محمود! اب بلاؤ خان بہادر صاحب کو... تا کہ ہم ان سے پوچھیں... یہ کیا تھا... اور میرے کان بجے تھے یا نہیں۔''

''اچھا!'' محمود نے حیران ہو کر کہا... پھر وہ کمرے سے نکل گیا... ایک منٹ بعد ہی خان بہادر کے ساتھ اندر داخل ہوا۔

''خان صاحب... یہ ٹیپ ریکارڈر آپ کا اپنا ہے۔''

''ہاں! بالکل۔'' اس نے کہا۔

''اس میں ایک عدد کیسٹ لگی ہوئی ہے... اس پر ذرا یہ الفاظ سن لیں۔''

اس نے پھر ٹیپ کو پیچھے کیا اور بٹن دبا دیا... آواز پھر آئی:

''بچاؤ... مجھے بچاؤ... یہ مجھے مار ڈالا گا۔''

''کیا... کیا مطلب؟'' خان بہادر نے اچھل کر کہا۔

''مطلب تو اب آپ بتائیں گے... آپ تو خیر ہمارے ساتھ تھے... آپ تو اس ٹیپ ریکارڈر پر یہ الفاظ نہیں لگا سکتے تھے... لیکن آپ کے گھر میں ہم سے کون یہ شرارت کر رہا تھا... یہ آپ بتائیں گے... آپ عورتوں والے کمرے میں جائیں... اور ان سے پوچھیں... پھر ہمیں بتائیں... ورنہ پھر آپ لوگوں کو پولیس اسٹیشن لے جایا جائے گا... کیونکہ یہ مسئلہ ہے ایک انسان کے اغوا کا... اور اس اغوا میں آپ شریک ہیں۔''

''نہیں... نہیں... یہ غلط ہے... اس کیسٹ کے بارے میں مجھے کچھ معلوم نہیں۔''

''آپ پہلے اپنے گھر والوں سے پوچھ لیں۔''

''میں ابھی بات کر کے آتا ہوں۔''

وہ چلا گیا... تینوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا... جیسے کہہ رہے ہوں:

''یہ کیا چکر ہے بھئی... کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا۔''

''آ جائے گا، آہستہ آہستہ... شاید کوئی ہمارے ساتھ

پراسرار کھیل کھیل رہا ہے۔" فرزانہ مسکرائی۔

"کک... کیا کہا... پراسرار کھیل، یہ تو کسی ناول کا نام ہو سکتا ہے۔"

"توبہ ہے تم سے..." فرزانہ جھلا اٹھی۔

"ہو گی... مجھے کیا۔" فاروق نے کندھے اچکائے۔

"کیا ہو گی۔" محمود کے منہ سے نکلا۔

"توبہ مجھ سے... اور کیا۔" فاروق نے آنکھیں نکالیں۔

"دماغ تو نہیں چل گیا۔"

"کچھ کہا نہیں جا سکتا... ان حالات میں چل بھی سکتا ہے۔" فاروق نے نہایت سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اب یہ صاحب نہ جانے کب آئیں گے اگر یہ ان لوگوں کی ہی شرارت ہے تو کیا خبر وہ اس کمرے میں کھسر پھسر کر رہے ہوں۔"

"آؤ پھر... اس کمرے کے دروازے پر چلیں۔" فرزانہ پرجوش انداز میں بولی۔

"ہم تو خیر جا نہیں سکتے... پردے کا مسئلہ ہے... ہاں تم دروازے پر ضرور ہو آؤ۔"

"اچھی بات ہے... یہ بھی سہی۔"

فرزانہ تیزی سے باہر نکل گئی... پھر جونہی اس نے دروازے سے کان لگایا... بری طرح اچھل پڑی۔

☆☆☆

بیان

اس نے اندر خان بہادر کو کہتے سنا:

"تم لوگوں نے یہ کیا حرکت کی... اب میں انہیں کیا جواب دوں... وہ تو یقین نہیں کریں گے کہ تم نے یہ سب کچھ مذاق ہی کیا ہے۔"

"وہ کر لیں گے یقین... ایسے کاموں کے یہ لوگ ماہر ہیں... ہم دیکھنا چاہتے تھے... یہ لوگ کس حد تک ذہین ہیں... ان کے بارے میں مشہور جو اتنا کچھ ہے۔"

فرزانہ کی پیشانی پر بل پڑ گئے... اس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ... دروازے پر دستک دے ڈالی... اندر یک دم خاموشی ہو گئی... پھر چٹخنی گرائی گئی اور خان بہادر باہر نکل آئے۔

"آپ یہاں۔"

"آپ کو دیر ہو گئی تھی... میں پریشان ہو کر چلی آئی... ان لوگوں نے کیا بتایا۔"

"میری الجھن میں اضافہ کیا انہوں نے... ان کا کہنا ہے... آپ لوگوں کو دیکھ کر انہیں شرارت سوجھی تھی... وہ الفاظ انہوں نے

تھوڑی دیر پہلے ٹیپ کیے تھے... تا کہ آپ کو چکر دے سکیں... ان کا خیال ہے... آپ لوگ بلا وجہ ہی اس قدر مشہور ہو گئے ہیں۔"

"خیر... یہ بات تو ہم مان لیتے ہیں... کہ یہ ان کی شرارت تھی... لیکن... ہم یہ بات نہیں مان سکتے... کہ خلیق احمد کے اغوا سے آپ کو کوئی تعلق نہیں ہے۔"

"ارے باپ رے... آپ تو مجھے مجرم بنائے دے رہے ہیں۔"

"آپ خود مجرم بن رہے ہیں... صاف اور سیدھی بات بتا دیں۔"

"ہمیں خلیق احمد کے بارے میں کچھ معلوم نہیں... ہمارا موبائل واقعی چوری ہو گیا تھا.. ہم نے اس کی رپورٹ درج کرائی ہے، اب ہم آپ کو کس طرح یقین دلائیں۔"

"یقین آ چلا تھا... کیسٹ میں بھرے گئے ان الفاظ نے الٹ پلٹ کر دیا۔" فرزانہ نے منہ بنایا۔

"آپ یقین کریں... اس معاملے میں ہم بالکل جھوٹ نہیں بول رہے۔"

"اچھی بات ہے... ہم جاتے ہیں... لیکن آپ یہ بات ذہن میں رکھیں... ہم پوری طرح مطمئن ہو کر یہاں سے نہیں جا رہے... اب آپ لوگوں کی خفیہ طور پر نگرانی ہو گی۔"

"آپ ضرور ایسا کریں... ہمیں بھلا کیا فکر... جب کہ ہم

نے کچھ کیا ہی نہیں۔"

فرزانہ نے برا سا منہ بنایا اور ان دونوں کے پاس آئی...

"آؤ چلیں... ان تلوں میں تیل نہیں ہے۔"

"تم ہمارے پاس سے تیل لینے تو نہیں گئی تھیں۔"

"ہم گھر چل رہے ہیں... اور وہاں اس کیسٹ کو سنیں گے۔" فرزانہ نے گویا اعلان کیا۔

"اور وقت ضائع کریں گے... کیونکہ مجرم نے وہاں یہ کیسٹ جان بوجھ کر رکھی ہے... ہمیں الجھانے کے لیے... ورنہ کیس سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔"

عین اس لمحے محمود کے موبائل کی گھنٹی بجی... جونہی اس نے سیٹ کان سے لگایا... دوسری طرف سے قہقہہ سنائی دیا:

ہا ہا ہا... کیوں... کیسا الجھایا... تم لوگ تو بڑے ماہر جاسوس ہو... اور مجھ جیسے اناڑی کے چکر میں آ گئے... اب سنا ہے... تم لوگ اس کیسٹ کو سنو گے... ضرور سنو... اس کیسٹ میں کچھ نہیں رکھا... اسی کیسٹ کی وجہ سے میں نے خلیق احمد کو اغوا کیا ہے... میں نے اس سے کہہ دیا تھا... یہ کیسٹ غلط ہے... میں ان باتوں کو نہیں مانتا... ادھر اس نے کہا... کیسٹ بالکل درست ہے... وہ ان باتوں کو سو فیصد درست مانتا ہے... بس ہم میں جھگڑا ہو گیا... سو میں نے اسے اغوا کر لیا... اور اس سے کہہ دیا ہے کہ اگر کیسٹ درست ہے تو اس کی برکت سے تم لوگ اسے چھڑانے کے لیے پہنچ جاؤ گے... ورنہ

نہیں... اب لگا کر دکھاؤ میرا سراغ... ہاہاہا۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی فون بند کر دیا گیا... انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا... پھر محمود نے کہا:

"اب تو اس کیسٹ کو سننا ضروری ہو گیا... گویا بلیا وہی کیسٹ ہے۔"

"چلو پھر... گھر چلتے ہیں... پہلا کام یہی کرتے ہیں۔"

تینوں گھر آئے... انسپکٹر جمشید آ چکے تھے... انہیں دیکھ کر مسکرا دیے...

"لگتا ہے... بری طرح ناکام ہو کر آ رہے ہو... خان بہادر کو پکڑ کر حوالات لے آؤ..."

وہ بری طرح اچھلے... آنکھوں میں حیرت دوڑ گئی۔

"جی... کیا مطلب... آپ... آپ کو کیسے معلوم ہوا۔"

"اتنی بات تو تم خود لکھ کر گئے تھے کہ کہاں جا رہے ہو... آگے پتا چلا لینا میرے لیے کیا مشکل تھا بھلا... خیر... پہلے تم کہانی سناؤ۔"

انہوں نے تفصیل سنا دی... وہ برابر مسکراتے رہے۔

"حیرت ہے... آپ مسکرا رہے ہیں۔"

"ہاں واقعی... مجھے تو رونا چاہیے۔"

"جی... یہ آپ نے کیا کہا۔"

"میرا مطلب ہے... مجھے تو تمہاری عقلوں پر رونا چاہیے...

اتنی سی بات سے چکر کھا گئے۔"

"اس کا مطلب ہے... آپ ساری بات سمجھ چکے ہیں۔"

"نہیں... خان بہادر کا موبائل گم ہونا مجھے کھٹک رہا ہے... پھر انہوں نے رپورٹ بھی درج کرائی ہے... ادھر ٹیپ ریکارڈر میں آواز بھری ہوئی تھی... آخر تم نے کیوں خان بہادر کو اس معاملے میں الجھا ہوا محسوس نہیں کیا۔"

"یہ ہم نے محسوس کیا ہے... اور اس پر واضح بھی کر دیا ہے۔"

"خیر لاؤ... پہلے وہ کیسٹ سن لیں۔"

اب انہوں نے اس کیسٹ کو ٹیپ ریکارڈر میں لگایا... اور اس کی طرف متوجہ ہو گئے... جونہی کیسٹ شروع ہوئی... قدموں کی آواز ابھرنے لگی... پھر آوازیں سنائی دینے لگیں...

{پیدل چلنے کی مسلسل آواز، ساتھ میں، آہ، ہائے، اُف کے الفاظ}

بچہ: (خوشی سے بھرپور تیز آواز میں) آہا! آخر آپ آ گئے آپ ابوکاشف ہیں نا۔

ابوکاشف: میں حیران ہوں، آپ اتنے چھوٹے سے، ننھے سے بچے ہیں... آپ باتیں کرنے کے قابل کیسے ہیں اور مجھے کیسے جانتے ہیں...

بچہ: میں کب سے یہاں کھڑا آپ کا انتظار کر رہا ہوں... آپ

سوچ بھی نہیں سکتے...

ابوکاشف: اس میں شک نہیں، میں بہت لمبا سفر طے کر کے آرہا تھا آہ... بہت خوفناک گھاٹیاں حائل تھیں میرے راستے میں... میری جان جوکھوں میں تھی... بس میں بہت بُرا... بہت زیادہ بُرا پھنس گیا تھا۔

بچہ: مجھے خوب معلوم ہے...

ابوکاشف: آخر کیسے... کیسے معلوم ہے... آپ تو بالکل ننھے سے بچے ہیں، میرے لیے یہی حیرت کیا کم ہے کہ اتنا چھوٹا سا بچہ باتیں کر رہا ہے، اوپر سے آپ کہہ رہے ہیں، آپ کو خوب معلوم ہے...

بچہ: (ہنس کر) ہاں: میں نے غلط نہیں کہا، آپ کو سزا ہوگئی تھی نا... آپ سزا کاٹ کر آرہے ہیں۔

ابوکاشف: (حیران ہوکر) حیرت ہے، کمال... یعنی آپ کو یہ بھی معلوم ہے۔

بچہ: آیئے میرے ساتھ... آپ اپنی انگلی مجھے تھما دیجیے... میں آپ کو یہاں سے آگے لے چلوں گا...

ابوکاشف: (اور زیادہ حیران ہوکر) لیکن کہاں... آپ مجھے کہاں لے جانا چاہتے ہیں۔

بچہ: (مسرت بھری آواز) وہ دیکھیے.. سامنے۔ آپ کو کیا نظر آرہا ہے..؟

ابوکاشف: (حد درجے حیران ہوکر) وہ... سامنے... اوہ.. ایک

دروازہ.. اُف! یہ کس قدر لمبا ہے.. کس قدر بلند ہے... کس قدر عالی شان ہے، کس قدر چمک دمک ہے اس میں، میری آنکھیں چکا چوند ہو گئیں... کہیں اس پر سونے کا پانی تو نہیں پھیرا گیا۔

بچہ: (ہنس کر) ارے نہیں! یہ سونے کا پانی نہیں... دروازہ ہی سونے کا ہے۔

ابوکاشف: (مارے حیرت کے تیز آواز میں) کیا کہا... پورا دروازہ سونے کا... تن نہیں۔

بچہ: ابھی آپ نے دیکھا ہی کیا ہے.. آگے آگے دیکھیے.. نظر آتا کیا، آیئے میں آپ کو اس دروازے کے دوسری طرف لے چلوں۔

ابوکاشف: لیکن دروازے کے دوسری طرف ہے کیا... مجھے تو دروازہ ہی دروازہ نظر آرہا ہے بس۔

بچہ: (سکون سے) دروازے کے دوسری طرف جائیں گے تو دیکھ سکیں گے نا۔

ابوکاشف: (پرسکون ہوکر) لیکن دروازہ تو اس جگہ سے بہت دور ہے اور میں پہلے ہی تھک چکا ہوں۔

بچہ: (ہنس کر) آپ پریشان نہ ہوں... بس اپنی انگلی مجھے پکڑا دیں... لائیے۔

ابوکاشف: اچھا ٹھیک ہے... چلیے...

{چلنے کی آواز}

ابوکاشف: (حیران ہوکر) اوہو، ہم... تو واقعی دروازے تک پہنچ گئے

کہیں یہ دروازہ کسی محل کا تو نہیں...

بچہ: (ہنس کر) آپ ٹھیک سمجھے! یہ ایک محل کا ہی دروازہ ہے...

ابوکاشف: حیرت زدہ ہو کر: اوہ... ارے جس محل کا دروازہ سونے کا ہے، وہ محل کیسا ہوگا۔

بچہ: ابھی آپ دیکھ لیں گے...

ابوکاشف: کک... کہیں آپ جادوگر تو نہیں ہیں.. پلک جھپکتے میں مجھے اتنی دور سے یہاں تک لے آئے۔

بچہ: میں صرف ایک بچہ ہوں... قدم اٹھائیے۔

ابوکاشف: لل... لیکن دروازہ تو بند ہے۔

بچہ: جونہی آپ دروازے کو ہاتھ لگائیں گے، یہ کھل جائے گا۔

ابوکاشف: کیا یہ جادو کا دروازہ ہے... یا پھر کھل جا سم سم کی قسم کا دروازہ...

بچہ: جی نہیں... آپ بس اس کو ہاتھ لگا دیں۔

ابوکاشف: اچھی بات ہے.. یہ لیں.. لگا دیا ہاتھ... ارے! یہ... یہ تو کھل بھی گیا۔

دربان: السلام علیکم۔

ابوکاشف: وعلیکم السلام... یہ... یہ کس نے کہا السلام علیکم۔

بچہ: (ہنس کر) دروازے کے اندر کھڑے دربان نے... چلیے.. قدم اندر رکھیے... بسم اللہ پڑھ کر۔

ابوکاشف: بسم اللہ الرحمن الرحیم... یہ لیں قدم اندر رکھ دیا۔

دربان: خوش آمدید۔

ابوکاشف: (خوش ہو کر اور حیرت سے) شکریہ بھی.. لیکن یہ کیا.. آپ ہیں تو دربان، شکل و صورت آپ کی کیسی ہے... انوکھی.. بہت انوکھی.. میں ایسی شکل و صورت زندگی میں پہلی بار دیکھ رہا ہوں۔

بچہ: اس محل کے دربان ایسے ہی ہیں... آپ پریشان نہ ہوں۔

{اچانک ملی جلی چند آوازیں}

آوازیں: آبا... بھائی جان آگئے... میرا بیٹا آگیا... میرے سرتاج آگئے.. ابو آگئے۔

ابوکاشف: (خوش ہو کر) واہ! یہاں تو سب موجود ہیں۔

بیگم: خدا کا شکر ہے... آپ آگئے۔ ہم تو مایوس ہو چلے تھے۔

ابوکاشف: بس بیگم کیا بتاؤں... بہت لمبی سزا کاٹی ہے میں نے...

مختلف آوازیں: آئیے ہم سے گلے تو مل لیں...

ابوکاشف: اوہ ہاں... ضرور... کیوں نہیں۔

مختلف آوازیں: میرا بچہ... میرا بھائی... میرے ابو...

مختلف آوازیں: اور یہ اس طرف جو کھڑی ہیں... یہ خواتین کون ہیں، بالکل پری جیسی خواتین... خوب صورت ترین حسین... جمیل... چمکتے دمکتے چہروں والی خواتین...

بیگم: آئیے پہلے اطمینان کا سانس لے لیں۔

ابوکاشف: لیکن اس باغ کی کوئی حد کیوں نہیں ہے... اس عمارت کا آخری سرا کیوں نظر نہیں آ رہا، جہاں تک نظر جا رہی ہے... یہ باغ نظر

آ رہا ہے یا پھر یہ عمارت... آخر یہ کتنے وسیع و عریض ہیں...

بیگم: وہ اس طرف آ جایئے... جھولے پر بیٹھ کر باتیں کریں گے.. آپ کو بہت مزا آئے گا۔

ابوکاشف: مزا تو خیر بہت آ رہا ہے... سونے پر سہاگہ یہ خوشبو.. کس قدر سحر انگیز خوشبو ہے... یہ آپ میں سے کس نے لگا رکھی ہے۔

بیگم: یہ ہم میں سے کسی نے نہیں لگا رکھی...

ابوکاشف: کیا مطلب، تب پھر یہ کیسے محسوس ہو رہی ہے۔

چھوٹا بھائی: بھائی جان! یہ یہاں کی فضا میں رچی ہوئی ہے۔

ابوکاشف: (حیران ہو کر) اوہ اوہ۔

بیگم: آیئے... یہاں جھولے پر تشریف رکھیے... ہاں ایسے۔

ابوکاشف: یہ.. یہ کیا.. یہ تو خود بخود ہلکورے لینے لگ گیا، کمال ہے، کیا یہ جادو کا ہے؟

بیٹا: نہیں ابو... یہ جادو کا نہیں ہے۔

ابوکاشف: اور یہ... یہ درخت... اس قدر پھلوں سے لدے ہوئے کیوں ہیں.. میں نے آج تک کسی درخت پر اس قدر پھل نہیں دیکھے.. یہاں تو تمام کے تمام درخت پھلوں سے لدے پڑے ہیں.. اور.. اور... یہ دیکھیں.. ہر قسم کے پھل... امرود... کیلے... سیب.. انگور، انار، اناس، خوبانی، جامن.. پپیتی، خربوزے... تربوز ...یہ... یہ کیسے ہو سکتا ہے۔

بیگم: (ہنس کر) پہلے یہ بتائیں... آپ کو جھولوں کے ہلکورے مزے

دار لگ رہے ہیں یا نہیں۔

ابوکاشف: کوئی ایسے ویسے.. اتنا مزا آ رہا ہے، کہ بیان نہیں کر سکتا.. لیکن آپ لوگوں نے بتایا نہیں... یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

بیگم: (ہنس کر) کیا کیسے ہو سکتا ہے۔

ابوکاشف: ایک وقت میں... میرا مطلب ہے، ایک موسم میں سب کے سب پھل کیسے لگے ہوئے نظر آ رہے ہیں...

بیگم: ابھی بتاتے ہیں، پہلے ذرا اٹھ کر محل کی دیواروں کو ایک نظر دیکھ لیں... آیئے۔

{چلنے کی آواز... ہواؤں کی سریلی آوازیں}

ابوکاشف: (حیران ہو کر) یہ... یہ کیا... یہ تو ایسا لگتا ہے جیسے یہ سونے اور چاندی کی ہیں...

بیگم: لگتا نہیں... یہ ہیں ہی سونے اور چاندی کی دیواریں.. اور ان پر موتی جڑے ہوئے ہیں... کیا آپ کوئی پھل کھانا پسند کریں گے...

ابوکاشف: ہاں! کیوں نہیں.. میں خواہش محسوس کر رہا ہوں

بیگم: آپ جو پھل کھانا چاہتے ہیں.. اس کو اشارہ کر دیں... پھل آپ کے پاس خود بخود آ جائے گا۔

ابوکاشف: کیا مطلب... یہ کیسے ممکن ہے...

بیگم: آپ اشارہ تو کریں۔

ابوکاشف: اچھا ٹھیک ہے... میں سیب کھانا چاہتا ہوں... ارے ارے یہ کیا... میرے کہتے ہی سیب کا درخت مجھ پر جھک آیا۔

بیگم: ہاں بس آپ سیب توڑ لیں... اور کھا کر دیکھیں۔

ابو کاشف: یہ لیں توڑ لیا۔ کھاتا ہوں ابھی اس کو... ارے یہ کیا... ایک سیب میں مختلف مزے... اس قدر شیریں... اس قدر خوشبو والا سیب... حیرت ہے... میں نے تو ایسا سیب پہلے کبھی نہیں کھایا نہ دیکھا۔

بیگم: ابھی آپ نے کیا دیکھا ہے... باغ کے پیچھے دیکھیے...

ابو کاشف: یہ... یہ تو نہر ہے... ہم... مگر یہ اس میں سفید سفید اور زرد زرد کیا ہے۔

بیگم: یہ دودھ ہے... اور یہ شہد ہے... کیا آپ اب بھی نہیں سمجھے..

ابو کاشف: اوہ... اُف!... آہ... تت... تو کیا یہ جنت ہے۔

بیگم: (خوش ہو کر) چلیے آپ سمجھے تو۔

ابو کاشف: تب پھر یہ خواتین ضرور حوریں ہیں۔

ایک حور: آپ نے درست اندازہ لگایا۔

بچہ: لیکن بہت دیر سے...

ابو کاشف: اور یہ... بیگم یہ بچہ کون ہے... یہی تو مجھے اس جگہ کے اندر لایا ہے۔

بھائی: حد ہو گئی بھائی جان.. آپ نے اب تک اسے نہیں پہچانا.. کمال ہے... غور سے دیکھیے... آپ کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا تھا.. آپ نے اس کا نام کاشف رکھا تھا.. وہ آپ کو بہت پیارا تھا.. ابھی وہ

ایک سال کا ہوا تھا کہ وہ بیمار ہو گیا.. اور پھر فوت ہو گیا.. لیکن اس کے فوت ہونے پر آپ نے صبر سے کام لیا تھا... اب سنیے... دنیا میں ہم تک ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کا یہ فرمان علما کے ذریعے پہنچا تھا کہ جس کے تین بچے فوت ہو جائیں اور وہ اللہ کی رضا کے لیے صبر کرے تو ایسا شخص جنت میں جائے گا، اگر کسی کے دو بچے فوت ہوں تو بھی وہ جنت میں جائے گا... اور آپ ﷺ کا یہ فرمان بھی ہم تک پہنچا تھا کہ ایسے بچے خود اپنے ماں باپ کو انگلی سے پکڑ کر جنت میں لے جائیں گے

... ابو کاشف: اوہ! اوہ... تو یہ میرا وہ کاشف ہے... اور اس سے پہلے جو ایک بچہ فوت ہوا تھا... اس کا تو ہم نام بھی نہیں رکھنے پائے تھے...

بھائی: وہ ادھر دیکھیے، وہ بھی موجود ہے، جھولے میں بیٹھا کتنے سرور کے عالم میں جھول رہا ہے۔

ابو کاشف: اوہ اوہ...

بھائی: اور ہم سب میں ایک آپ ہی جنت میں پہنچنے سے رہ گئے تھے.. ہم دنیا میں آپ سے کہا کرتے تھے نا... بھائی جان! آپ نماز نہیں پڑھتے، قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کا حساب ہو گا... آپ روزہ نہیں رکھتے... قیامت کے دن پوچھ ہو گی... آپ کے پاس پیسہ ہے... آپ حج کے لیے نہیں جاتے... پوچھ ہو گی.. آپ اپنے مال کی زکوۃ نہیں نکالتے.. پوچھ ہو گی..

ابو کاشف: (حیرت سے) ہاں! اس میں شک نہیں... تم لوگ مجھ سے یہ سب کہا کرتے تھے... اور ان باتوں پر خاص توجہ نہیں دیتا تھا..

بھائی: اور بھائی جان! آپ کو اپنا دوست یاد ہے۔

ابوکاشف: (حیران ہو کر) دوست... کون سا دوست؟

بھائی: جی... وہ... الیاس نام تھا اس کا... وہ ہم سے کہا کرتا تھا.. کیا تم لوگ اس بات کو مانتے ہو کہ جب ہم مر جائیں اور مٹی ہو جائیں گے اور ہڈیوں کا پنجر بن کر رہ جائیں گے، تو دوبارہ زندہ ہو کر اپنے اپنے اعمال کا بدلہ پائیں گے... ہم اس سے کہا کرتے... ہاں! ہم ان باتوں مانتے ہیں۔ اس لیے کہ یہ تمام باتیں ہم تک ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کے ذریعے پہنچی ہیں۔ لیکن الیاس ہنس پڑتا تھا... ان باتوں کا مذاق اڑاتا تھا... اڑاتا تھا۔

ابوکاشف: (چونک کر) اوہ ہاں... وہ مذاق اڑاتا تھا...

بھائی: آپ دیکھنا چاہتے ہیں... وہ اب کس حال میں ہے۔

ابوکاشف: ہاں! کیوں نہیں... میں ضرور اسے دیکھنا پسند کروں گا۔

بھائی: اچھا تو پھر آپ اس طرف جھانکیے... وہ دیکھیں... وہ رہا الیاس آپ کا دوست جو قیامت کے دن کا انکار کرتا تھا... نظر آیا بھائی جان۔

ابوکاشف: اُف... وہ... وہ تو آگ میں جل رہا ہے اور کس قدر گہرائی میں ہے۔

بھائی: ہاں بھائی جان! یہ جہنم کی گہرائی ہے...

ابوکاشف: (پکار کر) الیاس! تم مجھے دیکھ رہے ہو... تم تو میرے سب گھر والوں کو بھی اپنے ساتھ ہلاکت میں ڈالنے والے تھے.. خدا کا

شکر ہے... یہ لوگ بھی بچ گئے اور میں... میں بھی سزا بھگت کر بہر حال اس طرف آ گیا ہوں... دراصل میں قیامت پر یقین رکھتا تھا... میں نے علم پڑھا تھا... لیکن دنیا کی رنگینوں نے میرے ایمان کو کمزور کر دیا تھا.. میں نہ نماز کا پابند تھا.. نہ روزے کا.. نہ زکوٰۃ کا... نہ میں نے حج کیا... نماز بھی کبھار پڑھ لیتا تھا... روزہ بھی رکھا کبھی چھوڑ دیا... مجھے ایک مدت تک آگ میں جلنا پڑا... اب آ کر مجھے نجات ملی ہے... نہ جانے کب تک میں جلتا بھنتا رہا ہوں... لیکن تم... تم تو سرے سے قیامت کے دن کا انکار کرتے تھے... آج تم نے دیکھ لیا... یہ آگ ہمیشہ کی آگ ہے.. اس میں ہمیشہ جلنا ہوگا... اب نہ ادھر موت ہے، نہ ادھر۔

الیاس: ہائے افسوس! ہائے افسوس۔

بھائی: آیئے بھائی جان! اب ذرا کچھ کھا لیں۔

ابوکاشف: اوہ ضرور... میں بھوک محسوس کر رہا ہوں۔

بھائی: آج آپ پہلی بار جنت کا کھانا کھائیں گے... آپ کو معلوم ہے... جنت کا پہلا کھانا کیا ہے۔

ابوکاشف: نہیں... میں نہیں جانتا۔

بیگم: اس لیے کہ آپ ان باتوں کی طرف توجہ نہیں دیتے تھے... علما تو جمعوں کے خطبات میں اور دوسرے دینی پروگراموں میں سب باتیں بتایا کرتے تھے.. آیئے.. باغ میں کھانا تیار ہے.. ساتھ میں نہر بہہ رہی ہے...

ابوکاشف: چلیے.. مارے بھوک کے برا حال ہے ... اوہ ... یہ .. یہ
کھانے میں بھلا کیا چیز تیار کی گئی ہے۔
بیگم: یہ مچھلی کے جگر کا گوشت ہے ... کھایئے۔
ابوکاشف: (چٹخارہ بھر کر) واہ... اس قدر لذیذ گوشت تو میں نے آج
سے پہلے کبھی نہیں کھایا ہوگا۔
بیٹا: ابھی کیا ہے ابو! ابھی تو آپ بیل کا گوشت کھائیں گے...
اور پھر آپ کو پینے کے لیے اس چشمے کا پانی دیا جائے گا... آپ کو معلوم
ہے اس چشمے کا کیا نام ہے۔
ابوکاشف: نہیں... میں نہیں جانتا... میں تو ابھی ابھی آیا ہوں نا،
بیٹا: لیکن ابو... ہمیں تو دنیا میں ہی پتا چل گیا تھا... اس چشمے کا
نام سبیل ہے۔
ابوکاشف: واہ.. مزا آ گیا.. بیل کا گوشت کس قدر لذیذ ہے.. اور
واقعی اس چشمے کا پانی... اس کا تو جواب نہیں
بیٹا: یہاں ہر چیز لاجواب ہے ... ابو... ہر چیز... اور ابھی تو
آپ نے رحیق نہیں پی۔
ابوکاشف: رحیق کیا۔
بیٹا: ایک شراب کا نام ہے
ابوکاشف: (چونک کر) کیا کہا... شراب؟
بیٹا: جی ہاں شراب... جنت میں شراب پینے پر کوئی پابندی نہیں،
لیکن یہاں کی شراب دنیا کی بدبودار شراب جیسی نہیں... نشہ لانے والی

نہیں، ہوش وحواس اڑانے والی نہیں... اس کے پینے سے تو آپ کے
منہ سے مشک کی خوشبو آئے گی... پھر آپ کو پرندوں کا بھنا ہوا گوشت
کھلائیں گے،
ابوکاشف: وہ اس طرف کیا رکھا ہے۔
بیگم: ایک کتاب ہے... آپ نے دنیا میں ایسی کتابوں کا مطالعہ
نہیں کیا تھا نا... شاید اس لیے اب آپ کے رب کی طرف سے آپ
کے لیے یہاں رکھوا دی گئی ہے... پھر آپ کو کوئی سوال کرنے کی
ضرورت نہیں رہ جائے گی۔
ابوکاشف: ہم... میں ... میں اس کو پڑھوں گا... ضرور پڑھوں گا...
بلکہ پہلے میں اس کتاب کو پڑھوں گا... پھر کوئی دوسرا کام کروں گا...
بیٹا: تب پھر آواز سے پڑھیں... تاکہ ہم بھی سن سکیں... اور
ایک نیا لطف اٹھا سکیں...
ابوکاشف: ضرور ... کیوں نہیں .. نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جنت
آخرت کا گھر ہے۔ ایمان لانے کے بعد جو لوگ نیک عمل کریں گے، وہ
جنت میں جائیں گے، جنت کے پھل شکل وصورت اور ناموں کے لحاظ
سے دنیا کے پھلوں سے ملتے جلتے ہوں گے ... لیکن دنیا کے پھلوں میں
ان جیسا ذائقہ نہیں ہوگا۔ جنت کی حوریں دنیاوی گندگیوں سے پاک
ہوں گی ، نہ ان میں غصہ ہوگا ، نہ حسد... جنتیوں کی جنت میں اللہ کا
دیدار ہوگا۔ جنت میں نہ سردی کی شدت ہوگی نہ گرمی کی بلکہ سدا بہار
موسم ہوگا... نیک خاندان کے لوگ جنت میں اکٹھے کر دیے جائیں

گے۔ جنت میں کوئی محنت مشقت نہیں کرنا پڑے گی۔ جنت کے ہر دروازے سے فرشتے جنتیوں کے پاس آئیں گے اور کہیں گے، تم پر سلامتی ہو، یہ جنت تمہارے صبر کا بدلہ ہے.. یعنی وہ صبر جو تم نے دنیا میں کیا.. تمہیں آخرت کا گھر مبارک ہو...

بیٹا: رک کیوں گئے ابو... مزا آرہا ہے۔

ابوکاشف: میں سوچنے لگ گیا تھا.. میرے سامنے تو کوئی فرشتہ نہیں آیا نہ مجھے اللہ کا دیدار ہوا ہے...

بھائی: آپ بہت دیر سے آئے ہیں نا... جہنم میں جانے والوں کو تو اللہ کا دیدار ہوگا ہی نہیں...ہاں جنہیں بعد میں نجات ملے گی، انہیں دیدار بھی گویا بعد میں ہوگا... ویسے آپ پریشان نہ ہوں...

ابوکاشف: پریشانی نام کی چیز کا تو یہاں شاید گزر تک نہیں ہے... اچھا میں آگے پڑھتا ہوں...ہاں تو...ہاں تو فرشتے جنتیوں سے کہیں گے، تمہیں آخرت کا گھر مبارک ہو، جنت میں میوے ہوں گے، اور وہ آمنے سامنے تختوں پر گاؤ تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے... ان کے قریب ہی شراب کی نہر بہہ رہی ہوگی... یا پھر شراب کے چشمے ہوں گے... جن میں سے وہ جام بھر بھر کر پئیں گے، وہ شراب سفید رنگ کی ہوگی، اس سے کوئی نقصان نہیں ہوگا، نہ وہ محفل کو خراب کرے گی، ان کے پاس حیادار، خوب صورت، موٹی موٹی آنکھوں والی حوریں ہوں گی..... وہ حوریں ایسی نرم و نازک ہوں گی جیسے انڈے کے نیچے چھپی ہوئی جھلی۔ ہر جنتی آدمی کے لیے ایک محل ہوگا.. اس کا نام عدن ہوگا۔

اس محل میں ایسے باغات ہوں گے جن کے دروازے ہمیشہ کھلے رکھے جائیں گے۔ جنتی لوگ جتنا جی چاہے گا، کھائیں گے، پئیں گے سب کھایا پیا فوراً ہضم ہو جائے گا، لیکن جنتی کھانے اور مشروبات پینے کے بعد انہیں پیشاب پاخانے کی حاجت نہیں ہوگی... ہر جنتی کو ستر حوریں ملیں گی یہ حوریں بہت باحیا، شرمیلی، موٹی موٹی آنکھوں والی اور اپنے شوہروں سے کم عمر ہوں گی... جنت کی تمام نعمتیں کبھی نہ ختم ہونے والی ہوں گی.. اور نہ موت آئے گی.. پھر یہی نہیں کہ انہیں حوریں ملیں گی بلکہ دنیا میں جو ان کی بیویاں تھیں... وہ بھی انہیں ملیں گی... نیک شوہروں کو مل جائیں گی.. ان کے سونے کے تھالوں میں مختلف قسم کے کھانے اور پھل رکھے جائیں گے، مشروبات پیش کیے جائیں گے۔ ان کو کھا کر اور پی کر ایسی لذت محسوس کریں گے جو انھوں نے زندگی میں پہلے کبھی محسوس نہ کی ہوگی۔ اس وقت ان سے کہا جائے گا... یہ جنت اور یہ نعمتیں تمہارے اعمال کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا فرمائی ہیں...

بیگم: رک کیوں گئے کاشف کے ابو... اگرچہ ہم سب اس وقت اللہ کی مہربانی سے جنت میں ہیں، آنکھوں سے سب دیکھ رہے ہیں، آپس میں مل چکے ہیں کھا پی چکے ہیں... ان کی لذت محسوس کر چکے ہیں... پھر بھی یہ کتاب سننے میں اور ہی مزا آرہا ہے، بس آپ پڑھتے جائیے۔

ابوکاشف: (ہکلا کر) ہم... میں... میں سوچنے لگا گیا تھا... میں نے تو

کوئی نیک اعمال نہیں کیے نمازیں نہیں پڑھیں، روزے نہیں رکھے،
دوسری عبادات نہیں کیں... میں تو بس دنیا میں نام کا مسلمان تھا...
کبھی کبھی کلمہ پڑھ لیا کرتا تھا... یا پھر میں نے اپنے چھوٹے بچوں کے
فوت ہونے پر صبر کیا تھا... دوسروں سے یہ کہا تھا... اللہ کی یہی مرضی
تھی...

بھائی: اللہ کے ہاں ہر چھوٹی سے چھوٹی نیکی... معمولی سے معمولی
عمل کا بھی بہت وزن ہے... آپ سوچ بھی نہیں سکتے... ہم تو جب
سے یہاں آئے ہیں... بس ایک ہی حسرت محسوس کرتے رہے ہیں۔

ابوکاشف: حسرت... کیسی حسرت؟

بھائی: یہ کہ کاش ہم دنیا میں وہ لمحات بھی ضائع نہ کرتے اور وہ لمحات
بھی ضائع نہ کرتے.. اللہ کی یاد سے خالی کوئی لمحہ زندگی میں نہ گزرتا۔

ابوکاشف: (چونک کر) اوہ ہاں.. یہ... یہ حسرت تو میں بھی محسوس
کر رہا ہوں

بیگم: خیر... آپ کتاب پڑھیے...

ابوکاشف: ہاں ضرور... کیوں نہیں.. جنت میں کوئی رنج نہیں ہوگا،
کوئی پریشانی نہیں ہوگی... وہاں صرف خوشی ہوگی، امن ہوگا، سلامتی
ہوگی... جنتیوں کا لباس ریشم کا ہوگا، اطلس اور حریر کا ہوگا... جنت میں
داخل ہونا ہی اصل کامیابی ہے... یہ کامیابی اللہ کے فضل کے بغیر
حاصل نہیں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ جنتیوں کو تمام گناہوں سے پاک صاف
کر کے جنت میں داخل فرمائیں گے... اوہ ہاں واقعی... مجھے پہلے

میرے گناہوں کی سزا ملی... اس سزا سے مجھے پاک صاف کیا گیا...
تب کہیں جا کر جنت میں داخلہ نصیب ہوا۔

بیگم: خدا کا شکر ادا کریں۔

ابوکاشف: یا اللہ تیرا شکر ہے۔

بیٹا: اب آگے پڑھیں۔

ابوکاشف: نیک لوگوں کو نیک ماں باپ کے ساتھ ایک جگہ جمع کر دیا
جائے گا... ان کے اعمال کے فرق کی وجہ سے اگر ان کے درجات میں
فرق ہوگا تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل اور کرم سے ان کے درجات کا فرق ختم
کر دیں گے تاکہ وہ سب جنت میں ایک ساتھ رہیں، خوش رہیں اور
ایک دوسرے کو دیکھ کر اپنی آنکھیں ٹھنڈی کریں' اوہ ہاں بالکل یہی تو
میرے ساتھ ہوا ہے... تم سب کے اعمال مجھ سے بہت زیادہ تھے...
بلکہ میرے اعمال تو نہ ہونے کے برابر تھے، لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے
فضل سے مجھے تم لوگوں کے ساتھ ملا دیا...

بیگم: بالکل یہی بات ہے۔

ابوکاشف: میں پڑھتے پڑھتے کچھ تھک گیا ہوں.. کیا خیال ہے...
کچھ کھا پی نہ لیا جائے۔

بھائی: ضرور کیوں نہیں، یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے... آپ جو
پسند کریں... ابھی حاضر ہو جائے گا۔

ابوکاشف: میں تو اس وقت پرندوں کا بھنا ہوا گوشت کھانا پسند کروں
گا۔

بیٹا: وہ دیکھیے ابو...

ابوکاشف: اوہ! یہ کیا... حسین اور جمیل لڑکے تھال اٹھائے چلے آ رہے ہیں۔

بیٹا: ہاں ابو! یہ جنت کے خادم ہیں... کس قدر سفید رنگ ہیں ان کے... لیجیے وہ پہنچ گئے... تھال حاضر ہیں... ان میں آپ کا من پسند گوشت موجود ہے بھئی واہ... کس قدر نشاط انگیز خوشبو ہے اس کھانے کی... لیجیے۔

ابوکاشف: ضرور کیوں نہیں... ارے یہ کیا... کاشف تم نے میرے ہاتھ سے بوٹی چھین لی... تھال میں تو بہت کھانا ہے۔

کاشف: یہاں کس چیز کی کمی ہے.. لیکن چھین کر کھانے کا اپنا مزا ہے، آپ امی جان سے چھین لیں نا۔

ابوکاشف: اوہ ہاں... واقعی...

{ کھانے کی آوازیں... خوشی بھرا سا شور کچھ لمحات تک گونجتا ہے }

بیٹا: اب جب کہ ہم کھانے سے فارغ ہو گئے... اور شراب بھی پی چکے... تو آپ ذرا آگے پڑھیے۔

ابوکاشف: جنتی لوگ کھاتے پیتے وقت چھینا جھپٹی کریں گے، ارے یہ تو ہم ابھی ابھی کر چکے... اچھا خیر... آگے پڑھتا ہوں... اللہ کے خاص بندوں کے لیے دو دو باغ ہوں گے ان میں سے جو نعمتیں ہوں گی... وہ عام جنتیوں کے باغوں سے افضل ہوں گی... ہر باغ میں ایک چشمہ ہوگا... ان باغوں میں ہر طرح کے لذیذ پھل ہوں گے... جنت

میں جنتیوں کی بیویوں کو اللہ تعالیٰ نئے سرے سے پیدا فرمائیں گے... اس پیدا فرمانے کے بعد کوئی انسان یا جن انہیں ہاتھ نہیں لگا پائے گا... یعنی ان کے شوہر ہی انہیں ہاتھ لگا سکیں گے... اور یہ بدلہ ہوگا ان لوگوں کا... جو دنیا میں اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتے رہے۔ اوہ! اس کا مطلب ہے... بیگم... آپ کو اللہ تعالیٰ نے پھر سے پیدا کیا ہے... اور آپ بالکل نئی ہیں... واہ... بہت مزے کی بات ہے۔

بیٹا: (ہنس کر) آگے پڑھیے...

ابوکاشف: ضرور... سنو بیٹا... جنت کے پھل اس قدر نیچے ہوں گے کہ جنتی کھڑے کھڑے یا بیٹھے بیٹھے بلکہ لیٹے لیٹے بھی جب چاہیں، ان کو توڑ سکیں گے... ہاں واقعی یہ بات بھی بالکل درست ہے اور آگے لکھا ہے، جنت کے چشمے میں ایسی شراب ہوگی جس میں سونٹھ کی آمیزش ہوگی، جو جنتی لوگوں کو پلائی جائے گی، ہر جنتی کا باغ اس قدر وسیع ہوگا کہ وہ اسے ایک سلطنت جتنا بڑا محسوس ہوگا.. اور جنتیوں کو چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے.. ہائیں یہ کیا... کنگن تو ابھی تک میرے ہاتھوں میں نہیں پہنائے گئے۔

خادم لڑکے: یہ رہے آپ کے کنگن.. آپ کے گھر والوں کو پہلے ہی پہنائے جا چکے ہیں۔

ابوکاشف: اوہ اوہ... اوہ۔

بیگم: چلیے اب تو آپ کو کنگن بھی مل گئے... کیا میں آپ کو اب

آپ کی ہم عمر نظر آ رہی ہوں۔

ابوکاشف: ہاں بالکل۔

بیگم: لیکن اگر آپ پسند کریں تو میں آپ کو آپ سے کم عمر بھی نظر آ سکتی ہوں۔

ابوکاشف: یہ... یہ کیسے ممکن ہے بھلا۔

بیگم: آپ بس اس خواہش کا اظہار کر دیں...

ابوکاشف: ٹھیک ہے، میری خواہش ہے.. ایسا ہو جائے، ارے یہ کیا، میرے کہتے ہی آپ پہلے سے بہت کم عمر نظر آنے لگیں۔

بیگم: جی ہاں! یہاں ہر کام پلک جھپکتے میں ہو جاتا ہے... ادھر آپ کوئی خواہش کریں گے، ادھر وہ پوری ہو جائے گی۔

ابوکاشف: میں... میں اپنے دوست کو ایک بار پھر دیکھنا چاہتا ہوں۔

بیگم: نیچے دیکھیں...

ابوکاشف: اوہ.. اُف.. الیاس تو اسی طرح آگ میں جل رہا ہے۔ چیخ چلا رہا ہے...

بیگم: آپ کا دوست قیامت کے دن کا انکار کرتا تھا... وہ کہا کرتا تھا... یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم پھر زندہ ہوں گے... مر کر بھی کوئی زندہ ہوا ہے بھلا... یہ سب بے پرکی باتیں ہیں... دیکھ لیں... اب کیا یہ سب باتیں بے پرکی ثابت ہوئی ہیں۔

ابوکاشف: نہیں... ہرگز نہیں... بس... اب میں اسے اور جلتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا... یہ نظارہ میری نگاہوں سے اوجھل ہو جائے۔

بیٹا: (ہنس کر) لیجیے ہو گیا اوجھل... آگے پڑھیں۔

ابوکاشف: جنت کی نعمتیں دلوں کو اور آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچائیں گی... اس دنیا میں ان نعمتوں کا تصور کرنا بھی ناممکن ہے... اور جنت میں کم کم جگہ بھی دنیا اور دنیا میں موجود تمام نعمتوں سے زیادہ افضل ہے... جنت کی کوئی نعمت ناخن برابر بھی اگر اس دنیا میں ظاہر ہو جائے تو اس سے زمین اور آسمان روشن ہو جائیں... جنت کی ان نعمتوں کو دیکھ کر جنتیوں کا کیا حال ہوگا... اس کا اندازہ بھی نہیں لگایا جا سکتا... جنت کی خوشبو چالیس سال کے فاصلے سے بھی محسوس کی جا سکے گی... اوہ ہاں واقعی... جب میں جہنم سے نکل کر جنت کی طرف روانہ ہوا تھا... تو میں نے اس وقت جنت کی خوشبو محسوس کی تھی... اچھا خیر... آگے لکھا ہے، جن لوگوں نے دنیا میں دکھوں بھری زندگی بسر کی ہوگی، لیکن انہوں نے ان مصیبتوں پر صبر کیا ہوگا، وہ جنت میں داخل ہونے کے فوراً بعد اس کی ایک جھلک دیکھ کر وہ تمام رنج اور غم بھول جائیں گے... تکالیف سے نجات دینے کے لیے جنت میں داخلے سے پہلے انہیں ایک نہر میں غوطہ دیا جائے گا... غوطہ دینے کے بعد ان سے پوچھا جائے گا، اے ابن آدم! کبھی دنیا میں تو نے کوئی رنج یا غم اور تکلیف دیکھی۔ وہ کہے گا، اے میرے رب تیری قسم، کسی رنج اور مصیبت سے کبھی واسطہ نہیں پڑا... اور جو لوگ اپنے گناہوں کی سزا پا کر جنت میں بھیجے جائیں گے، انہیں جنت کا سب سے چھوٹا سا ٹکڑا ملے گا، لیکن وہ چھوٹا سا ٹکڑا بھی اس پوری دنیا سے کہیں زیادہ بڑا ہوگا... جنت کے سو درجات ہیں

ہر درجے کے درمیان زمین اور آسمان جتنا فاصلہ ہے، اور جنت کے ایک درخت کا سایہ اتنا لمبا ہوگا کہ اس کے سائے میں پانچ سو سال تک چلتے رہیں تو بھی وہ سایہ ختم نہ ہوگا، جنت کے آٹھ دروازے ہیں، ہر دروازے کی چوڑائی مکے اور بصریٰ کے درمیانی فاصلے جتنی ہے... کچھ خوش نصیب جنت میں حساب کتاب کے بغیر بھی داخل ہوں گے... یہ لوگ جس دروازے سے داخل ہوں گے، اس کا نام باب الایمن ہے... وہ ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے ہوں گے اس طرح وہ سب ایک ساتھ داخل ہوں گے... یہ ایسے لوگ ہوں گے جو جادو ٹونے سے بچیں گا، غلط قسم کے تعویز گنڈوں سے بچیں گے، کچھ ایسے خوش قسمت ہوں گے جو جنت کے آٹھوں دروازوں میں سے جس دروازے سے چاہیں گے، داخل ہو سکیں گے... ان میں پانچ وقت کی نماز ادا کرنے والے لوگ شامل ہوں گے، رمضان کے روزے رکھنے والے ہوں گے' پاک دامن عورتیں، اپنے شوہروں کی خدمت گزار عورتیں بھی جس دروازے سے چاہیں گی، داخل ہوں گی...

بیٹا: رک کیوں گئے ابو... سننے میں کس قدر لطف آ رہا ہے۔

ابو کاشف: میں تھکن سی محسوس کر رہا ہوں... ذرا ادھر ادھر کا نظارہ نہ کر لیا جائے... میں دیکھنا چاہتا ہوں، دوزخ میں اس وقت کیا خاص معاملہ درپیش ہے...

بھائی: یہ کیا مشکل ہے بھائی جان... نیچے کی طرف دیکھ لیں... سارا منظر نظر آ جائے گا... وہ دیکھیے... ایک شخص کو جہنم سے نکالا گیا ہے...

اس کا جسم بالکل کوئلہ بن چکا ہے... شاید یہ وہ آدمی ہے... جسے سب سے آخر میں جہنم سے نجات ملی ہے... اب اس کو نہر میں غوطہ دیا جائے گا... تاکہ جہنم کی یہ سیاہی دور ہو جائے، پھر اسے جنت میں داخل کیا جائے گا... آپ جانتے ہیں بھائی جان... یہ جنت کے دروازے کے نزدیک پہنچ کر کیا خیال کرے گا... یہ خیال کرے گا... جنت تو اب تک بھر بھی چکی ہے... اب اس میں میرے لیے جگہ کہاں بچی ہے... لیکن اللہ تعالیٰ اس سے فرمائیں گے، اے میرے بندے... تجھے وہ وقت یاد ہے، جب تو جہنم میں تھا، یہ کہے گا، ہاں یاد ہے... پھر اللہ تعالیٰ اس سے فرمائیں گے بیان کرو... تمہیں کتنی جگہ جنت میں چاہیے.. یہ اپنی خواہش ظاہر کرے گا، اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ فرمائیں گے، تیری خواہش کے مطابق جنت میں جگہ تجھے عطا کی اور دس دنیاؤں کے برابر مزید بھی عطا کی... یہ سن کر وہ شخص کہے گا، اے اللہ تو بادشاہ ہو کر مجھ سے مذاق کرتا ہے... جنت میں تو معمولی سی جگہ بھی نہیں ہے، اس پر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، میں مذاق نہیں کرتا، میں جو کام کرنا چاہتا ہوں، کر گزرتا ہوں... اس طرح جب یہ شخص جنت میں داخل ہوگا تو اسے دس دنیاؤں کے برابر جنت میں جگہ ملے گی۔ آخری انسان کے جنت میں داخل ہونے کے بعد بھی جنت میں جگہ خالی رہ جائے گی... اس جگہ کو پُر کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ ایک اور مخلوق کو پیدا فرمائیں گے.. اس مخلوق سے جنت کی باقی جگہ پُر ہوگی، اور تمام نبی نوع انسان سے پہلے جنت کا دروازہ رسول اکرم ﷺ کے لیے کھولا

جائے گا... دروازہ کھلنے پر جنت کا فرشتہ ان سے کہے گا، مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا تھا کہ آپ سے پہلے کسی کے لیے دروازہ نہ کھولوں... اور سب سے زیادہ امتی بھی آپ ﷺ کے جنت میں داخل ہوں گے... جنت کے ایک دروازے کا نام ریان ہے، اس سے صرف روزہ دار اندر داخل ہوں گے... ایک دروازے کا نام باب الصلوٰۃ ہے، اس سے صرف نمازی داخل ہوں گے، نمازی لوگ باب الصلوٰۃ سے داخل ہوں گے... اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ شخص ہوں گے جنہیں جنت کے آٹھوں دروازے پکاریں گے۔ اچھی طرح وضو کرنے کے بعد کلمہ شہادت پڑھنے والے جس دروازے سے چاہیں گے، اندر داخل ہو سکیں گے...

بیٹا: اور یہ سب ہم آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں... آپ بھی دیکھ رہے ہیں... ہم دنیا میں آپ سے کہا کرتے تھے نا.. آپ جنت دوزخ، قیامت وغیرہ کا حال کتابوں میں پڑھ لیں... تا کہ جان لیں، ہمارے ساتھ کیا ہونے والا ہے، ہمیں کیا ملنے والا ہے... اعمال کا بدلہ کس کس صورت میں ملے گا... لیکن آپ پر الیاس انکل کی باتوں کا رنگ چڑھ گیا تھا، آپ توجہ کم ہی دیتے تھے... وہ ہنس کر کہتا تھا... کوئی قیامت ویامت نہیں آئے گی.. سب مر کر مٹی میں مل جائیں گے... اور پھر نہیں اٹھیں گے... ہم آپ کو اس خطرناک ترین غلط عقیدے سے بچانے کے لیے یہ چاہتے تھے آپ جنت کا بیان پڑھ لیں... دوزخ کا بیان پڑھ لیں، قیامت کا بیان پڑھ لیں... آج آپ

نے دیکھ لیا ابو... آپ خدا کا شکر ادا کریں... دوزخ سے نکل تو آئے ہیں... آپ کے دوست کو تو اب نکلنا نصیب ہی نہیں ہوگا اُف... اُف۔

ابو کاشف: ہاں میرے بچے! میں نے سب دیکھ لیا... جان لیا... اب سنو.. آگے جنت کے درجات کا بیان ہو رہا ہے... جنت کا سب سے اعلیٰ درجہ بلکہ اعلیٰ ترین درجہ وسیلہ ہے... یہ درجہ نبی اکرم ﷺ کو ملے گا۔ جنت کا اوپر والا درجہ فردوس ہے، اس میں چار نہریں بہہ رہی ہیں۔ ان نہروں کے نام سیحان، جیحان، فرات اور نیل ہیں، فردوس کے اوپر اللہ تعالیٰ کا عرش ہے لہٰذا جب بھی اللہ تعالیٰ سے جنت مانگو تو جنت الفردوس مانگو... نچلے درجے کے جنتی جب اوپر والے درجے کے محلات کو دیکھیں گے تو یوں محسوس کریں گے جیسے دور کوئی چمکتا ستارہ نظر آ رہا ہے اور دنیا میں جن لوگوں نے صرف اللہ کے لیے محبت کی ہوگی... ان کے گھر مشرق یا جنوب سے طلوع ہونے والے چمک دار ستاروں کی مانند نظر آئیں گے... جن لوگوں نے ایمان لانے میں پہل کی ہوگی، ان کے لیے سونے کے دو باغ ہوں گے اور تمام نیک لوگوں کے لیے چاندی کے دو باغ ہوں گے... جنت کے محل بالکل صاف ہوں گے، ان میں کسی قسم کی گندگی یا آلودگی نہیں ہوگی... ان کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی... جنتی ان باغوں میں ہمیشہ رہیں گے... محلات میں تمام برتن سونے چاندی کے ہوں گے... ان میں عود جلتی ہوگی جس کی خوشبو سے محلات معطر رہیں گے، جنتیوں کے پسینے سے خوشبو آئے گی...

جنتیوں کے دلوں میں کسی کے خلاف نہ حسد ہوگا نہ بغض ہوگا۔ جنتی لوگ
جنت میں بھی ہر سانس کے ساتھ اللہ کی تسبیح بیان کریں گے... محلات
سونے اور چاندی کی اینٹوں سے بنے ہوں گے... جنت کے سنگ
ریزے موتی اور یاقوت کے ہوں گے اور مٹی زعفران کی ہوگی، جنت
میں نہ موت آئے گی نہ بڑھاپا... وہ جوان رہیں گے... بعض باغات
سونے کے اور بعض چاندی کے ہوں گے... ان میں بڑے بڑے
خوبصورت گنبد ہوں جو سفید موتیوں سے تیار کیے گئے ہیں۔ ہر جنتی کے
محل میں خوب صورت خیمے ہوں گے... ان میں ان کی حوریں ہوں
گی، بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں... ہر خیمہ ساٹھ میل چوڑے خوب
صورت موتی کو تراش کر بنایا گیا ہوگا۔ جنت میں بازار بھی ہوگا۔ یہ
بازار جمعے کے دن لگا کرے گا... جنتی جیسے اس بازار میں جائیں گے تو
ان کی خوبصورتی میں اضافہ ہوگا... وہ وہاں سے واپس لوٹیں گے تو ان
کی بیویوں کا حسن و جمال بھی پہلے سے زیادہ ہو چکا ہوگا... جنت کے
درخت کانٹوں کے بغیر ہوں گے، ان میں ہر طرح کے پھل دار درخت
ہوں گے کھجور، انار اور انگور کے درخت کثرت سے ہوں گے... یہ تمام
پھل اللہ سے ڈرنے والوں کے لیے ہوں گے... یہ درخت ہمیشہ سرسبز
وشاداب رہیں گے یعنی ان پر کبھی خزاں نہیں آئے گی۔ بہت زیادہ
سرسبز وشاداب ہونے کی وجہ سے ان کی رنگت سبز سیاہی مائل ہوگی...
ان کے سائے بہت طویل ہوں گے... اس قدر طویل کہ گھوڑا سوار
سو برس تک چلتا رہے، تو بھی ان کا سایہ ختم نہیں ہوگا... درختوں کے

تنے سونے کے ہوں گے۔ کھجور کے درخت ایسے بھی ہوں گے جن کے
تنے سبز زمرد کے لیے ہوں گے... ان کی ٹہنیوں کی جڑیں سونے کی
ہوں گی جس نے یہ کلمات کہے، سبحان اللہ، الحمدللہ، لا الہ الا اللہ اور
اللہ اکبر، اس کے ہر کلمے کے بدلے جنت میں ایک درخت لگ جائے
گا۔ جنت کے ایک درخت کا نام طوبیٰ ہے۔ اس کے خوشوں سے اہل
جنت کے کپڑے تیار ہوں گے۔

جنت کی ایک نہر کا نام کوثر ہے، کوثر اللہ تعالیٰ نے نبی پاک ﷺ کو عطا
فرمائی ہے۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہو
گا، ایک نہر کا نام نہر حیات ہے، اس کا پانی جہنم سے نکالے جانے
والوں پر ڈالا جائے گا، کیونکہ جب وہ جہنم سے نکالے جائیں گے، تو ان
کے جسم کوئلہ بن چکے ہوں۔ نہر حیات کے پانی سے ان کے جسم دوبارہ
تروتازہ ہو جائیں گے... نہروں کے علاوہ جنت میں چشمے بھی ہیں...
ایک چشمے کا نام سلسبیل ہے۔ اس میں سونٹھ کی آمیزش والی شراب ہے،
ایک چشمے کا نام کافور ہے۔ اس کی شراب میں کافور کی آمیزش ہوگی...
ایک چشمے کا نام تسنیم ہے۔ اس کا خالص پانی اللہ کے مقرب لوگوں کو ہی
پینے کے لیے دیا جائے گا۔ ان میں بعض چشمے فواروں کی طرح ابل
رہے ہوں گے چشموں کے علاوہ آبشاریں بھی ہوں گی ان چشموں اور
آبشاروں سے آنکھوں اور دلوں کو تسکین ہوگی... ان خاص چشموں
کے علاوہ جا بجا مختلف چشمے بھی ہوں گے...

بھائی: ایک منٹ بھائی جان! جب آپ جنت میں داخل ہونے لگے

تھے... تو کیا آپ کے راستے میں حوضِ کوثر آیا تھا...

ابوکاشف: نن... نہیں...

بھائی: افسوس: بعد میں آنے کا یہ کتنا بڑا نقصان ہوا... آپ ﷺ نے ہم سب کو خود اپنے ہاتھوں سے کوثر کے جام پلائے تھے.. اس کا مطلب یہ ہوا.. دنیا میں جو لوگ ایمان پر ڈٹے رہے... اور تقویٰ اختیار کیا... انہیں اللہ تعالیٰ نے جہنم سے بالکل نجات عطا فرمائی، ایسے امتیوں کو کوثر پلایا گیا... جن لوگوں نے اللہ کے احکامات کی پروا نہ کی.. نافرمانی کی راہ اختیار کی.. انہیں سزا کے طور پر ایک مدت کے لیے جہنم کا مزا چکھایا گیا... جب انہیں آخر کار دوزخ سے نکالا گیا، اس وقت تک اہل ایمان اور تقویٰ والے کوثر کے جام پی کر اپنی اپنی جنت میں داخل ہو چکے تھے... لہٰذا حوضِ کوثر سے بعد والے لوگ سیراب نہ ہو سکے... کیا یہ حسرت اور افسوس کا مقام نہیں ہے...

ابوکاشف: میں بیان نہیں کرسکتا.. کس قدر حسرت محسوس کر رہا ہوں اور آگے اس کتاب میں بیان بھی حوضِ کوثر کا ہے... یہ پڑھتے ہوتے مجھے اور بھی حسرت محسوس ہوگی... کاش میں نے اللہ تعالیٰ کے تمام احکامات پر عمل کیا ہوتا... صرف کلمہ پڑھ لینے کو ہی کافی خیال نہ کیا ہوتا، کاش میں وقت پر تمام نمازیں ادا کرتا، زکوٰۃ ادا کرتا، رمضان کے روزے رکھتا، حج کرتا، اللہ کے ذکر سے میری زبان تر رہتی... آپس کے معاملات میں بھی اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مطابق عمل کرتا، والدین سے نیک سلوک کرتا، یتیموں، مسکینوں سے اچھا سلوک کرتا، ہر

معاملے میں دیانت داری کو اپناتا، ایک اللہ پر ہی بھروسہ کرتا، اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے ہی سب سے زیادہ محبت کرتا... صبر اور شکر والی زندگی بسر کرتا... کاش... اے کاش۔

{رونے کی آواز}

بھائی: لیکن بھائی! پھر بھی آپ خدا کا شکر ادا کریں... آپ نے کلمہ پڑھ لیا تھا... ورنہ آپ بھی کبھی جہنم سے نہ نکل پاتے... جیسا کہ آپ کے دوست الیاس کا انجام ہوا۔

ابوکاشف: لیکن اس نے کلمہ تو پڑھا تھا۔

بھائی: اس کا کلمہ پڑھنا اس کے اس لیے کام نہ آیا کہ وہ قیامت کے دن کا انکار کرتا تھا... یہ بھی ایک طرح سے کلمے کا انکار ہے... کفر اختیار کرنا ہے، کافر کو جہنم سے نجات نہیں ملے گی...

کاشف: اچھا! اب ذرا حوضِ کوثر کے بارے میں پڑھ لوں... ہاں تو جنت سے باہر ایک حوض ہے... اس کا نام حوضِ کوثر ہے، یوں جنت کے اندر کوثر نام کی ایک نہر بھی ہے... اس کے دونوں کناروں پر موتیوں کے گنبد ہیں۔ یہ گنبد موتیوں کو اندر سے تراش کر بنائے گئے ہیں اس کی خوشبو تیز مشک کی سی ہے۔ یہ نہر کوثر بھی رب تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عطا فرمائی ہے۔ اس کا پانی موتی اور یاقوت کے سنگ ریزوں پر بہتا ہے.. پانی شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ سفید ہے.. نہر کے کنارے سونے کے ہیں.. یہ تو نہر کوثر کا حال ہے جو جنت کے اندر ہے، حوضِ کوثر جنت سے باہر ہے۔ اس کی چوڑائی مدینے سے عمان

تک کے فاصلے جتنی ہے۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے.. اس حوض میں جنت کے دو پرنالوں سے پانی آئے گا، ان میں سے ایک پرنالہ سونے کا، دوسرا چاندی کا ہوگا.. حوض پر رکھے گئے جام سونے اور چاندی کے ہیں، ان کی تعداد آسمان کے ستاروں جتنی ہے۔ قیامت کے دن آپ ﷺ کا منبر حوض کوثر پر رکھا جائے گا آپ ﷺ اس منبر پر بیٹھ کر اپنی امت کو اس حوض کا پانی پلائیں گے.. جو امتی ایک بار اس حوض سے پانی پی لے گا، پھر اسے کبھی پیاس نہیں لگے گی۔

حوض کوثر پر سب سے پہلے جو لوگ آئیں گے، وہ غریب مہاجر ہوں گے، یعنی انہوں نے آپ ﷺ کے دور میں مدینے کی طرف ہجرت کی ہوگی.. دوسرے نبیوں کو بھی حوض دیے جائیں گے، رسول اکرم ﷺ کے حوض پر آنے والوں کی تعداد باقی تمام انبیا کے مقابلے میں زیادہ ہوگی، لیکن بدعتی لوگ اس حوض سے سیراب نہیں ہوں گے.. یعنی جو لوگ دین میں اپنی طرف سے نئی نئی باتیں گھڑیں گے اور اس کو دین خیال کریں گے، کوثر سے محروم رہیں گے۔ جب حوض کوثر کی طرف آئیں گے تو فرشتے ان کو گرز مار مار کر پرے دھکیل دیں گے۔ اور ان سے کہا جائے گا دور ہٹو.. دور ہٹو.. آپ ﷺ جب انہیں دیکھیں گے تو فرشتوں سے فرمائیں گے، یہ تو میری امتی ہیں.. انہیں آگے آنے سے کیوں روک رہے ہیں تو فرشتے عرض کریں گے، اے اللہ کے رسولؐ! آپ نہیں جانتے، آپ کے بعد ان لوگوں نے کیسی کیسی بدعات شروع کر دی تھیں.. یہ سن کر آپ ﷺ فرمائیں گے.. دور ہو جاؤ... دور ہو جاؤ۔

آپ ﷺ اس وقت اپنی امت کو وضو کے سبب چمکتی پیشانی اور ہاتھ پاؤں سے پہچانیں گے.. یہ خصوصیت آپ ﷺ کی امت کے علاوہ کسی اور امت کو حاصل نہیں ہوگی.. ارے ہاں.. ہم دنیا میں سنا کرتے تھے کہ جو لوگ اللہ کے راستے میں لڑتے ہوئے شہید ہوں گے.. انہیں اللہ تعالیٰ بہت بڑے انعامات سے نوازیں گے.. میں کسی شہید کو دیکھنا چاہتا ہوں

بھائی: اس کے لیے آپ اوپر دیکھیں... آپ کو شہید دکھائی دیں گے.. پہلے تو ان کے جنت میں گھر دیکھیں... وہ دیکھیے... ان کے گھر دکھائی دے رہے ہیں۔

ابو کاشف: اوہ! یہ.. یہ تو بالکل ستاروں کی مانند دکھائی دے رہے ہیں۔

بھائی: جی ہاں! بالکل... اب شہیدوں کو دیکھیے۔

ابو کاشف: اوہ! ان کے سروں پر کس قدر عظیم الشان تاج ہیں... تاج میں لگا ہوا یاقوت کس قدر زبردست ہے... اور ان کے دائیں بائیں بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں بھی تو دکھائی دے رہی ہیں۔

بھائی: جی ہاں بھائی جان... ہر ایک کے حصے میں بہتر 72 حوریں آئی ہیں... اس کے علاوہ تمام شہید ہونے والوں کی شفارشات اللہ تعالیٰ نے مانی ہیں اور... ان کی بنا پر ہر شہید کے ستر رشتے داروں کو نجات عطا فرمائی ہے۔

ابو کاشف: کس قدر بڑے انعامات سے نوازے گئے ہیں شہید لوگ۔

بیٹا: وہ دیکھیے، جنت کے خادم چلے آ رہے ہیں...

ابوکاشف: اوہ! یہ تو بالکل لڑکے ہیں... حد درجے خوب صورت۔

بھائی: یہ ہمیشہ اسی عمر کے رہیں گے... کبھی زیادہ عمر کے نظر نہیں آئیں گے... دراصل یہ مشرکوں کے وہ بچے ہیں جو بالغ ہونے سے پہلے فوت گئے تھے۔

ابوکاشف: اب جنت کی عورتوں کے بارے میں لکھا ہے... جنتی عورتیں ہر قسم کی گندگی سے پاک ہوں گی۔ کنواری حالت میں جنت میں داخل ہوں گی... اور یہ کنواری حالت پر ہی رہیں گی... اپنے شوہروں کی ہم عمر ہوں گی... ان سے خوب پیار کرنے والے ہوں گی، یعنی اللہ تعالیٰ انہیں نئے سرے سے پیدا فرمائیں گے... وہ حسن و جمال اور سیرت کے اعتبار سے بے مثال ہوں گی... ان بیویوں کو پاکر جنتی خوش ہو جائیں گے... دنیا میں نیک اعمال کرنے کی بنیاد پر یہ حوروں سے افضل ہوں گی۔ ان کے حسن و جمال کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اگر جنت کی کوئی خاتون ایک مرتبہ دنیا میں جھانک لے تو مشرق سے لے کر مغرب تک ساری جگہ روشن ہو جائے... اور خوشبو سے بھر جائے... اس کے سر کا دوپٹہ دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے، اس سب سے بہتر ہے... ہر جنتی کا نکاح دو عورتوں سے ہوگا... جنتی مردوں اور عورتوں کے چہرے چاند کی طرح چمک رہے ہوں گے.. بعض کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہوں گے... ہر عورت ستر جوڑے پہنے ہوگی... ان ستر جوڑوں میں سے بھی ان کی پنڈلی کا گودا نظر آئے گا یعنی وہ جوڑے اس قدر عمدہ اور نفیس ہوں گے

کہ ان کے اندر سے عورت کا جسم نظر آئے گا... جو عورتیں جنت میں داخل ہوں گی... ان کی پسند کے مطابق اپنے دنیاوی شوہروں کی بیویاں بنیں گی... اگر ان کے شوہر جنتی نہ ہوئے تو پھر اللہ تعالیٰ انہیں کسی دوسرے جنتی سے بیاہ دیں گے... دنیا میں اگر عورت کے دو تین خاوند رہے ہوں گے... تو ان میں سے کسی کی بیوی بنادی جائے گی یعنی جسے وہ پسند کرے گی... جنت میں کوئی بھی غیر شادی شدہ نہیں ہوگا۔

جنتیوں کو جو حوریں ملیں گی، وہ ان کی دنیاوی بیویوں کے علاوہ ہوں گی، ان میں بعض حوریں یاقوت اور مرجان کی طرح سرخ رنگ کی ہوں گی... بے مثال حسن و جمال کے ساتھ ساتھ پاکیزگی اور حیا میں بھی بے مثال ہوں گی... انہیں پہلے نہ کسی انسان نہ کسی جن نے ہاتھ لگایا ہوگا، وہ شرمیلی آنکھوں والی ہوں گی... وہ اپنے شوہروں کے علاوہ کسی دوسرے کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھیں گی بھی نہیں... وہ حد درجے نرم و نازک، موتیوں کی طرح سفید اور شفاف رنگ والی ہوں گی۔ ان کے حسن میں کوئی کمی نہیں ہوگی... جیسے دنیا میں کوئی نہ کوئی کمی ضرور ہوتی ہے... حوروں کے ساتھ جنتی مردوں کا باقاعدہ نکاح ہوگا، حوریں خوب صورت موتیوں کے خیموں میں رہیں گی، وہ اپنے جنتی مردوں سے ان میں ملاقات کریں گی... دنیا میں جب کوئی عورت اپنے نیک خاوند کو ستاتی ہے تو حوروں میں سے اس نیک شوہر کی حور کہتی ہے، اللہ تجھے ہلاک کرے، اسے تکلیف نہ دے، یہ چند روز کے لیے تیرے پاس ہے۔ بہت جلد تجھے چھوڑ کر ہمارے پاس آنے والا ہے..

پھر جب سب جنت میں چلے جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا، میرے بندو! کیا تم مجھ سے راضی ہو، جنتی عرض کریں گے، اے ہمارے رب! ہم کیوں نہ راضی ہوں گے... آپ نے ہمیں وہ کچھ عطا فرما دیا جو مخلوق میں سے کسی اور کو عطا نہیں فرمایا... اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا، لیکن میں تمہیں اس سے زیادہ بہتر چیز عطا کیوں نہ کر دوں' جنتی حیران ہو کر پوچھیں گے، بھلا اس سے بہتر چیز اور کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، میں تمہیں اپنی رضا عطا کرتا ہوں، آج کے بعد میں کبھی تم سے ناراض نہیں ہوں گا... یہ سن کر جنتی اس قدر خوش ہوں گے کہ جنت کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی رضا کے مقابلے میں انہیں ہلکی محسوس ہونے لگے گی... آخر میں اللہ تعالیٰ جنتیوں اور اپنے درمیان سے پردہ ہٹا دیں گے... تمام جنتی اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے... اپنے رب کو دیکھنا انہیں ہر اس چیز سے زیادہ پسند آئے گا جو وہ جنت میں دیکھ چکے ہوں گے۔

{دروازے پر دستک کی زوردار آواز}

{مسلسل دستک... پھر بیٹے کی آواز}

بیٹا: ابو... ابو... اٹھیے... آپ نے آج پھر نماز قضا کر دی... آپ کب تک سوتے رہیں گے... دیکھیے... سورج سر پر آ گیا...

ابوکاشف: اوہ... اوہ... نن... نہیں... نہیں... نہیں... نہیں۔

{دروازہ کھلنے کی آواز}

بیٹا: آپ کو کیا ہو گیا... نہیں نہیں کیے جا رہے ہیں... اور یہ کیا...

سرہانے جنت کا بیان کتاب جوں کی توں رکھی ہے... آپ نے اس کا مطالعہ شروع نہیں کیا...

ابوکاشف: ہم... میں... میں نے کیا ہے... کر چکا ہوں... ہٹو... مجھے جانا ہے۔

بیٹا: (حیران ہو کر) آپ کو جانا ہے... کہاں جانا ہے؟

ابوکاشف: اپنے دوست کے پاس... الیاس سے ملنے...

بیٹا: پھر وہی... الیاس انکل... سارا گھر آپ کو سمجھا سمجھا کر تھک چکا، آپ ان سے نہ ملا کریں گے... ان کے خیالات درست نہیں ہیں... وہ صراط مستقیم سے بھٹکے ہوئے ہیں... اور تو اور وہ تو قیامت پر بھی یقین نہیں رکھتے۔

ابوکاشف: ہاں! مجھے جانا ہو گا... میں تم سے آ کر بات کروں گا... تم فکر نہ کرو... وہ مجھے کوئی غلط پٹی نہیں پڑھا سکے گا...

بیٹا: جی کیا کہا... آپ... آپ تو اس کے خیالات کو قبول کرتے محسوس ہوتے ہیں... اسی سلسلے میں تو ہم دن رات پریشان رہتے ہیں۔

ابوکاشف: میں نے کہا نا... میں آ کر بتاؤں گا... اور تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں... وہ مجھے کوئی غلط بات نہیں پڑھا سکے گا۔

بیٹا: بہتر... جائیے... لیکن ذرا جلد لوٹ آئیے گا۔

ابوکاشف: ہاں ضرور... تم فکر نہ کرو۔

{جاتے قدموں کی آواز}

بیگم: کیا ہوا بھئی ... کیوں حیران پریشان دکھائی دے رہے ہو... یہ تمہارے ابو کہاں چلے گئے...

بیٹا: اپنے دوست الیاس کے پاس۔

بیگم: حد ہوگئی... پھر وہی الیاس۔

بیٹا: لیکن آج وہ کچھ پریشان پریشان سے ہیں.. کچھ بدلے بدلے سے... کوئی بات ضرور ہوئی ہے... کہہ رہے تھے... میں نے جنت کا بیان والی کتاب کا مطالعہ کیا ہے...

بیگم: ایسا لگتا تو نہیں۔

بیٹا: وہ واپس آ کر بتائیں گے کہ معاملہ کیا ہے۔

بیگم: اوہ اچھا خیر۔

{دروازے پر دستک کی آواز... ابو کاشف کی دور کی آواز}

ابو کاشف: دروازہ کھولو بھئی... کھولو۔

{دروازہ کھلنے کی آواز}

بیگم: کیا ہوا... خیر تو ہے... آپ کے چہرے پر تو ہوائیاں اڑ رہی ہیں... ہاتھ پیر کانپ رہے ہیں۔

ابو کاشف: وہ... وہ... الیاس۔

بیٹا: جی... کیا ہوا انکل الیاس کو۔

ابو کاشف: (کھوئے کھوئے انداز میں) وہ... وہ... وہ۔

بھائی: ہاں ہاں... کہیے بھائی جان... کیا ہوا... انکل الیاس کو۔

ابو کاشف: وہ.. رات اچھا بھلا سویا تھا.. صبح بستر پر مردہ ملا ہے وہ..وہ..

ندیم جانی

کیسٹ ختم ہونے کے بعد انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا:

"واہ! کس قدر محو ہو گئے تھے ہم کیسٹ سننے میں... اپنا ہوش ہی نہیں رہا... بہر حال یہ کیسٹ بالکل درست ہے... قرآن و حدیث کی روشنی میں ترتیب دی گئی ہے... اور اس میں کوئی شک نہیں ہے اور ان باتوں میں شک کرنے والا... اور قیامت پر یقین نہ رکھنے والا واقعی جہنم میں جائے گا... جیسے اس کیسٹ میں الیاس کے بارے میں ہے.. یہ کیسٹ ڈرامائی قسم کی چیز ہے... یعنی سننے والوں کی دلچسپی برقرار رکھنے کی نیت سے ڈرامے کی صورت اس کو کیسٹ میں بھرا گیا... خلیق احمد یہ کیسٹ بازار سے سننے کے لیے لے آیا... اس نے اپنے اس دوست کو بھی کیسٹ سنائی... وہ غالباً ان باتوں کو نہیں مانتا... بس اس نے یہ کہہ کر اپنے دوست کو اغوا کر لیا... کہ اگر یہ کیسٹ سچی ہے... تو اسے چھڑانے کے لیے ہم اس تک ضرور پہنچ جائیں گے..."

"گویا! یہ صرف ایک کھیل ہے... وہ ہمیں آزمانا چاہتے ہیں۔"

"میرا خیال بھی ہے تاہم... خیال غلط بھی ہو سکتا ہے۔"

"تب پھر یہ کیس ہمیں کرنے دیں۔"

"میں خود بھی چاہتا ہوں۔"

"شکریہ ابا جان... ہم جا رہے ہیں۔"

"میں یہ نہیں پوچھوں گا... تم کہاں جا رہے ہو... یا تم کیا کرو گے..." وہ مسکرائے۔

"بہت بہت شکریہ۔" تینوں ایک آواز ہو کر بولے۔

"لیکن ابھی تم نے شام کی چائے نہیں پی۔" اپنی والدہ کی آواز سن کر وہ چونک اٹھے... وہ ٹرے لیے کھڑی تھیں... ان کے چہروں پر اور زیادہ گہری مسکراہٹیں تیر گئیں... پھر انہوں نے چائے پی اور گھر سے نکل آئے۔

وہ سیدھے خلیق احمد کے گھر کے پاس پہنچے... خلیق احمد کے گھر کے سامنے اپنے دروازے پر زاہد ترشوری کھڑا نظر آیا... انہیں دیکھ کر وہ چونکا... اور ان کی طرف لپکا۔

"آپ لوگ پھر آ گئے۔"

"جی ہاں! مجبوری ہے... جب تک ہم اغوا کرنے والے کا سراغ نہیں لگا لیتے... چین سے نہیں بیٹھیں گے... یہ ہماری عادت ہے۔"

"اوہ اچھا... ضرور لگائیں سراغ۔" وہ مسکرایا۔

"آپ ہمیں خلیق احمد کے دوستوں کے بارے میں بتا سکتے

ہیں..."

"نہیں! خلیق احمد بہت الگ تھلگ رہنے والا انسان ہے... مجھ سے ضرور علیک سلیک کر لیتا تھا... باقی کو تو یوں لگتا تھا جیسے ساری دنیا سے کٹ کر رہتا ہے..."

"اس کا مطلب ہے... آپ کے علاوہ اس کا کوئی دوست نہیں۔" محمود مسکرایا۔

"آپ نے غلط کہا... میں اس کا یا وہ میرا دوست نہیں... وہ میرا کرائے دار ہے... اس لیے ہم علیک سلیک کر لیتے ہیں۔"

"آپ خان بہادر کو جانتے ہیں۔"

"خان بہادر... جی نہیں... میں اس نام کے کسی شخص کو نہیں جانتا... یہ کون ہیں۔"

"جس نامعلوم آدمی نے ہمیں کئی بار فون کیا ہے... اس کے پاس موبائل ہے... وہ خان بہادر نام ایک آدمی کا ہے... خان بہادر کا کہنا ہے کہ اس کا موبائل چوری ہو گیا تھا... اس نے پولیس اسٹیشن میں موبائل کی گمشدگی کی رپورٹ بھی درج کرائی تھی..."

"میں اس شخص کو نہیں جانتا۔"

"اچھا آپ آرام کریں... ہم دیکھ لیں گے۔" یہ کہہ کر وہ وہاں سے پلٹ آئے... اور خلیق احمد کے گھر میں کھڑکی کے راستے داخل ہو گئے۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ خلیق احمد کا کوئی دوست نہ ہو... دوست

تو کوئی اس کا ہے... اور یہ کام اسی کا ہو سکتا ہے... اس کیسٹ میں بھی کوئی ایسی بات نہیں... یہ تو جنت کے بارے میں ہے... یہ کہ جنت میں کیا کیا ہوگا... اغوا کرنے والے کو اگر خلیق احمد کی کوئی کیسٹ اڑانا تھی... تو اس کی جگہ یہ کیسٹ رکھنے کی تو اسے کوئی ضرورت ہی نہیں تھی... یہاں کہیں یہ تو لکھا ہوا ملا نہیں کہ میرے پاس اتنی کیسٹیں ہیں... یہاں تو پورے گھر میں بس یہی ایک کیسٹ ملی ہے۔" فرزانہ نے جلدی جلدی کہا۔

"میں... سمجھتا ہوں... اس کیسٹ کا اس اغوا سے کوئی تعلق نہیں... یہ کیسٹ تو خلیق احمد بازار سے خرید کر لایا ہوگا... اغوا کرنے والے نے شاید اس کی طرف دیکھا تک نہیں ہوگا... یا پھر اس نے جان بوجھ کر کیسٹ کو یہیں رہنے دیا..."

عین اس لمحے محمود کے موبائل کی گھنٹی بجی... اسی نامعلوم آدمی کی ہنسی اسے سنائی دی۔

"کیسٹ سن لی... خوب الجھ رہے ہو نا... حالانکہ یہ ایک بالکل سیدھا سادا اور سامنے کا کھیل ہے... تمہیں تو یہ چٹکی بجاتے حل کر دینا چاہیے تھا۔"

"آپ فکر نہ کریں... ہم آپ تک پہنچ رہے ہیں۔"

"جی نہیں... ابھی آپ مجھ سے بہت دور ہیں... آپ تو ابھی تک میرے بارے میں سوچ بھی نہیں سکے۔" اس نے چہک کر کہا۔

"آپ کو خلیق احمد سے دشمنی کیا ہے۔"

"کیسٹ کی دشمنی ہے۔"

"کک... کیا کہا۔" محمود اچھلا...

"کیسٹ کی دشمنی۔" فاروق جلدی سے بولا۔

"کیوں... تمہیں کیا ہوا؟" فرزانہ نے اسے گھورا۔

"میرا مطلب ہے... یہ تو کسی ناول کا نام ہو سکتا ہے۔"

"حد ہو گئی... ارے بھائی... ادھر مجرم سے بات ہو رہی ہے۔" فرزانہ نے گویا اسے احساس دلایا۔

"یہ اور اچھا ہے... اس سے بات چیت نہیں ہو گی تو ہم اس تک پہنچیں گے کیسے۔"

"اب تم سے کون مغز مارے۔"

"اچھا چپ۔" محمود نے جھلا کر کہا۔

"کیا... کہا... تم مجھے دھتکار رہے ہو۔" نامعلوم آدمی غرایا۔

"اوہ نہیں... یہ میں نے اپنے بھائی کو بہن کے لیے کہا تھا... دونوں بولنے لگ گئے تھے... آپ کی بات سننے میں دقت پیش آ رہی تھی... ہاں تو آپ کیا کہہ رہے تھے۔"

"میری اور اس کی دشمنی کیسٹ کی دشمنی ہے... کیا سمجھے۔"

"ابھی تک تو کچھ نہیں سمجھے... بھلا کیسٹ کی بھی دشمنی ہو سکتی ہے۔" محمود نے برا سا منہ بنایا۔

"ہونے کو اس دنیا میں کیا نہیں ہو سکتا۔"

"شاید آپ ہمارے بارے میں بہت کچھ جانتے ہیں۔"

"بہت کچھ سے بھی زیادہ۔"

"آپ ہمارا استقبال کرنے کے لیے تیار ہو جائیں۔" محمود نے زہریلے انداز میں کہا۔

"شاید وہ دن کبھی نہ آئے۔"

"دیکھتے ہیں بھئی۔"

"میرا خیال ہے... میرا سراغ لگانے کے لئے اپنے والد کو آواز دے لیں... وہ آپ سے بڑے سراغ رساں ہیں۔"

"ضرورت محسوس ہوئی تو انہیں بھی بلائیں گے... آپ تک ضرور پہنچیں گے۔"

"میں انتظار کروں گا۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی فون بند کر دیا گیا...

"ایک مسئلہ تو یہ ہے کہ اس کے پاس چوری کا فون ہے... ارسنگ... مگر... اس نے فون چوری کیسے کر لیا... آؤ ذرا خان بہادر سے مل لیں... یہاں کوئی خاص چیز نہیں ہے... اغوا کرنے کے کوئی آثار نہیں ہیں... ایسا لگتا ہے... جیسے خلیق احمد اپنی خوشی سے چل کر اغوا کرنے والے کے ساتھ چلا گیا..."

"مجھے ایک کیس یاد آ رہا ہے... انوکھی چوری والا کیس... جس میں ایک گھرانے میں چوری ہوئی تھی... لیکن وہ چوری فرضی تھی... ہمارا امتحان لینے کے لیے کی گئی تھی کہ دیکھیں... ہم اس معاملے کو بھانپ سکتے ہیں یا نہیں... اور فرضی چور کو پکڑ سکتے ہیں یا نہیں،

چور کو ہم نے پکڑ لیا تھا... یہ معاملہ بھی ایسا ہی لگتا ہے... ہمارے مجرم نے خلیق احمد کے ساتھ مل کر پروگرام ترتیب دیا... پروگرام کے مطابق انہوں نے یہ کیسٹ اس جگہ رکھی... اور خلیق احمد اٹھ کر اس کے گھر چلا گیا... اب وہ وہاں مزے سے ہم پر ہنس رہے ہوں گے... لیکن اس معاملے میں آ جاتا ہے موبائل فون... اگر یہ صرف ایک مذاق ہے اور ہمیں آزمانے کا چکر ہے... تب خلیق احمد اور اس نامعلوم آدمی کا خان بہادر سے تعلق ہے... انہوں نے خان بہادر کو ساری بات بتا کر ان کا فون سیٹ لے لیا اور ان کی ہدایات پر خان بہادر نے پولیس اسٹیشن میں رپورٹ بھی درج کرا دی... تاکہ ہمیں یہ فوراً ہی ڈرامہ محسوس ہونے لگے... میرا خیال ہے... ہمیں خان بہادر کے پاس ایک بار پھر جانا پڑے گا... وہ اس معاملے میں شریک شاید نہ ہوں... لیکن وہ موبائل کی حد تک ضرور شامل ہیں... اور انہیں پتا ہے... یہ چکر کون چلا رہا ہے... اگر ایسا نہیں ہے... تب پھر واقعی موبائل چوری ہوا ہے... ہمیں موبائل کے بارے میں ان سے چند سوال پوچھنا ہوں گے... آؤ چلیں۔"

وہ اسی وقت خان بہادر کے گھر پہنچ گئے... ان کو دیکھ کر انہوں نے برا سا منہ بنایا۔

"آپ پھر آ گئے... کیا ابھی آپ کا اطمینان نہیں ہوا۔"

"جی نہیں۔" فاروق مسکرایا۔

"کیا کہا... نہیں ہوا؟"

"ہاں! ابھی کہا ہے... نہیں ہوا۔" فاروق نے جل کر کہا۔

"اچھا جناب... مان لیا... اب کیا چاہتے ہیں۔"

"آپ سے چند سوال ہیں۔"

"میں ڈرائنگ روم کا دروازہ کھولتا ہوں۔"

"ٹھیک ہے... شکریہ۔"

ڈرائنگ روم میں بیٹھنے کے بعد محمود نے پوچھا:

"آپ کا موبائل کس جگہ سے چوری ہوا تھا۔"

"کار میں سے۔"

"کیا مطلب؟" وہ چونکے۔

"میں کار اپنے دفتر کے باہر کھڑی کرتا ہوں... فون اور دوسری چیزیں کار میں تھیں... میں نے اپنے دفتر کے چپراسی کو بھیجا کہ چیزیں اٹھا لائے... وہ باقی چیزیں تو لے آیا... لیکن فون سیٹ ان میں نہیں تھا... اس سے پوچھا تو کہنے لگا... وہاں تو فون سیٹ تھا نہیں... تب میں نے گھر فون کیا... وہ گھر میں بھی نہیں تھا... اب میں کیا کرتا.. اس کی گمشدگی کی رپورٹ درج کرا دی۔"

"گمشدگی کی نہیں... چوری کی۔" فاروق نے برا سا منہ بنا کر گویا اسے یاد دلایا۔

"او ہاں ایسی کہہ لیں۔" وہ چونکا۔

"خیر... اب ہمیں آپ کے چپراسی سے بھی ملنا پڑے گا... ویسے آپ کے اس معمول سے اور کون کون واقف ہے۔"

"کس معمول کی بات کر رہے ہیں۔"

"یہ کہ آپ کی چیزیں کار میں ہوتی ہیں اور آپ کا چپراسی آ کر کار میں سے چیزیں نکال کر آپ تک پہنچاتا ہے... یعنی آپ صبح جب دفتر پہنچتے ہیں... تو کار سے اتر کر کوئی چیز اٹھائے بغیر اندر چلے جاتے ہیں... پھر چپراسی باہر آتا ہے اور چیزیں اٹھا کر لے جاتا ہے... اس معمول کی بات کر رہا ہوں۔"

"ظاہر ہے... چپراسی کو تو یہ معلوم ہے ہی... دفتر کے کچھ اور لوگ بھی چپراسی کو چیزیں لے جاتے ہوئے مدت سے دیکھ رہے ہیں... انہیں بھی معلوم ہو گا۔"

"اچھا خیر.. آپ کے چپراسی کا نام کیا ہے اور رہتا کہاں ہے۔"

"گویا اب آپ اس کے پاس جائیں گے۔" اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"جی ہاں مجبوری ہے... یہ ایک انسان کے اغوا کا کیس ہے۔" محمود نے کندھے اچکائے۔

"اس کا نام ندیم جانی ہے... 113 آرام باغ روڈ۔"

"شکریہ... بہت بہت۔"

وہ وہاں سے نکل کر آرام باغ روڈ پہنچے... دروازے پر دستک دی تو ایک نوجوان آدمی نے سر باہر نکالا۔

"ہاں بھئی... کیا بات ہے۔" اس کا لہجہ کافی اکھڑ تھا۔

لیکن جانے کیوں انہیں اس وقت بہت زبردست جھٹکا لگا۔

اوہ اوہ

وہ ابھی اس جھٹکے سے سنبھل نہیں پائے تھے کہ اس نے پھر کہا:

"بولو بھئی... کیا بات ہے... میرا منہ کیا تک رہے ہو۔"

انہیں پھر جھٹکا لگا... آخر محمود نے کہا:

"ہمیں خلیق احمد سے ملنا ہے۔"

یہ جملہ اس نے سرسری انداز میں کہا تھا... لیکن اس کا اثر حیرت انگیز ثابت ہوا۔ پہلے تو اس نے برا سا منہ بنایا، پھر بولا:

"آپ غلط پتے پر آ گئے ہیں... میرا نام ندیم جانی ہے اور یہاں کوئی خلیق احمد نہیں رہتے... ہائیں... کیا کہا... خلیق احمد۔"

یہ کہتے وقت وہ بہت زور سے اچھلا... آنکھوں میں خوف دوڑ گیا۔

"مار لیا میدان۔" فرزانہ مسکرائی۔

"کک... کیا مطلب؟"

"خلیق احمد کہاں ہے۔"

"آپ کس خلیق احمد کی بات کر رہے ہیں۔"

"جس کی آپ سمجھ رہے ہیں۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"پتا نہیں آپ کیا کہہ رہے ہیں۔"

"آپ ہماری بات بہت اچھی طرح سمجھ رہے ہیں۔"

"آپ کون ہیں... اور مجھ سے کیا چاہتے ہیں... میرے پلے آپ کی ایک بات بھی نہیں پڑ رہی۔"

"خیر... خان بہادر کا موبائل کہاں ہے۔"

اسے دوسرا جھٹکا لگا...

"مار لیا ایک اور میدان۔" فاروق ہنسا۔

"آپ کون ہیں۔" وہ چیخا۔

"آپ ہمیں بہت اچھی طرح جانتے ہیں۔" فاروق اس سے بھی زیادہ تیز آواز میں چیخا۔

"آپ کا خیال غلط ہے... میں آپ کو بالکل نہیں جانتا۔"

"تب پھر آپ خلیق احمد کا نام سن کر اچھلے کیوں۔"

"وہ میرا دوست ہے۔" اس نے اٹک اٹک کر کہا۔

"آپ کا دوست کہاں ہے۔" فاروق نے پوچھا۔

"وہ غائب ہے... اسے کسی نے اغوا کر لیا ہے۔"

"خوب! آپ کا دوست خلیق احمد کیا کام کرتا ہے۔"

"ٹیلی فون کے محکمے میں ملازم ہے... کلرک ہے۔"

"تو کیا خود اس نے آپ سے کہا تھا... صاحب کا موبائل چرا لو۔"

"نن نہیں... نہیں... وہ ایسا آدمی نہیں ہے... وہ تو بہت

زیادہ ٹھیک ہے۔"

"تب پھر! خان بہادر کا موبائل کہاں ہے۔"

"افسوس! میں نہیں جانتا۔"

"اس کا مطلب ہے... آپ کو پولیس اسٹیشن لے جانا پڑے گا... وہاں ہمارے پاس ایک کمرۂ امتحان ہوتا ہے... اس کمرے میں عجیب وغریب آلات ہوتے ہیں... جب آپ کو ایک آلے میں کس دیا جائے گا... تب وہاں آپ فرفر سچ اگل دیں گے... آپ کی اطلاع کے لیے عرض کر دیں.. کہ ہمارا تعلق محکمہ سراغرسانی سے ہے۔"

فاروق طنزیہ انداز میں کہتا چلا گیا۔

"مارا گیا پھر تو میں۔" اس نے خوف کے عالم میں کہا۔

"جلدی بتاؤ... ورنہ ہم دوسرا طریقہ شروع کرتے ہیں۔"

"میں... میں لالچ میں آ گیا تھا... سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ کوئی مجھ پر شک کرے گا... ویسے اس نے بھی کہا تھا کہ کوئی مجھ پر شک نہیں کرے گا۔"

"کس نے کہا تھا۔"

"جس نے مجھے لالچ دیا تھا... اس نے کہا تھا... وہ مجھے دو ہزار روپے دے گا... کار میں سے سامان نکالتے وقت موبائل اسے پکڑا دینا... سو میں نے سوچا... خان بہادر تو خود محکمے کے آدمی ہیں... اور لے لیں گے... مجھے دو ہزار مفت میں مل جائیں گے... سو میں نے دو ہزار اس سے لے لیے اور موبائل اسے دے دیا۔"

"اس کا نام... پتا..."

"میں کچھ نہیں جانتا... پہلے اس نے فون پر مجھ سے بات کی، پھر دفتر میں آ کر مجھ سے ملا... بلکہ دفتر سے باہر... جب بات طے ہو گئی تو اگلے دن وہ کار کے پاس موجود تھا۔" اس نے جلدی جلدی کہا۔

"اچھا خیر...... اس کا حلیہ بتا دیں۔"

"ہاں! حلیہ بتا سکتا ہوں... وہ درمیانے قد کا آدمی تھا... چہرے پر بڑی بڑی مونچھیں تھیں... آنکھیں سرخ سرخ تھیں... ان کو دیکھ کر مجھے خوف محسوس ہوا تھا۔"

"اب آپ کو گرفتار تو کرنا پڑے گا... کیونکہ آپ نے ایک عدد غیر قانونی کام کیا ہے... ویسے خان بہادر چاہیں تو آپ کو معاف کر دیں... اس صورت میں آپ چھوٹ جائیں گے۔"

"میں... میں ان کے پاؤں پڑ جاؤں گا۔"

"چلیں پھر ہمارے ساتھ..."

وہ کار میں ان کے ساتھ بیٹھ گیا... تینوں اسے خان بہادر کے پاس لے آئے... خان بہادر نے حیرت زدہ انداز میں اسے دیکھا... پھر بولا:

"یہ کیا... آپ میرے چپراسی کو کیوں ساتھ لیے پھر رہے ہیں۔"

"اس بے چارے سے ایک عدد جرم سرزد ہو گیا ہے.. اب یہ آپ کی مرضی ہے اسے پولیس کے حوالے کریں یا معاف کر دیں۔"

"جرم... کیا مطلب۔"

"آپ کا موبائل دراصل اس نے اڑایا تھا۔"

"کیا نہیں.. لیکن... اسے ایسا کرنے کی کیا ضرورت تھی؟"

اب محمود نے اسے تفصیل سنائی... وہ حیرت زدہ منہ کھولے ان کی طرف دیکھتا رہا... آخر بولا:

"کمال ہے... آپ لوگ واقعی کاری گر ہیں... لیکن اب آپ کو اس نامعلوم آدمی کا سراغ لگانا ہوگا۔"

"اس نے ضرور میک اپ کیا ہوا تھا... لیکن قد و قامت کے بارے میں جاننے کے بعد ہم جلد اس تک پہنچ جائیں گے ان شاء اللہ.. آپ اس کے بارے میں بتائیں۔"

"یہ غریب آدمی ہے.. جیل گیا تو اس کے بیوی بچے پریشان ہوں گے... مسائل کا شکار ہوں گے... لہٰذا اگر یہ آئندہ ایسے کام سے توبہ کرے تو میں معاف کرنے کے لیے تیار ہوں۔"

"میں توبہ کرتا ہوں... آپ کہیں تو آپ کے پاؤں پکڑ لیتا ہوں۔" اس نے فوراً کہا۔

"اس کی ضرورت نہیں۔"

"لو میاں... تمہاری تو ہو گئی چھٹی... عیش کرو... لیکن ذرا اس نامعلوم آدمی کا حلیہ اچھی طرح بتا دو۔"

"ضرور... کیوں نہیں... اس کا قد... ہاں درمیانہ تھا... مونچھیں بڑی بڑی تھیں... آنکھیں بالکل سیاہ تھیں۔"

"آپ کو حلیہ اچھی طرح یاد ہے... آپ کچھ بھول تو نہیں رہے۔"

"بالکل نہیں... جب میں کار کی طرف آیا تو وہ کار کی اوٹ میں پہلے سے کھڑا تھا... اس نے مجھے پیسے دیے... فون لیا... میرا شکریہ بھی ادا کیا... اس کام میں ایک منٹ تو ضرور لگا... گویا میں ایک منٹ تک اسے دیکھتا رہا..."

"خیر... میں حلیہ دہراتی ہوں... اگر میں غلط کہہ جاؤں تو ٹوک دیجئے گا... اس کا قد درمیانہ تھا... مونچھیں بڑی بڑی تھیں... آنکھیں بالکل سیاہ تھیں..."

"جی ہاں! بالکل ٹھیک۔" وہ بولا۔

"شکریہ... آپ جا سکتے ہیں... ضرورت پڑی تو ہم پھر آپ سے رابطہ کر لیں گے..."

"میں ہر خدمت کے لیے تیار ہوں۔" ندیم جاتی نے کہا اور ان کا شکریہ ادا کر کے وہاں سے چلا گیا۔

"اب ہم مجرم کو پہچان چکے ہیں۔" محمود نے خان بہادر کی طرف مسکرا کر دیکھا۔

"اچھا... کیا واقعی۔"

"ہاں بالکل... آج رات ہم اسے گرفتار کر لیں گے... اگر آپ اس کی گرفتاری کا نظارہ کرنا چاہیں تو آ جایئے گا۔"

"کہاں آ جاؤں۔" خان بہادر نے اپنی مونچھوں پر تاؤ

دیتے ہوئے کہا۔

"ہم آپ کو فون پر بتا دیں گے۔"

"اچھی بات ہے... میں انتظار کروں گا۔"

"ضرور کیوں نہیں۔"

پھر انہوں نے زاہد ترشوری کو فون کیا.. اس سے بھی یہی کہا۔

"ہم آج رات مجرم کو پکڑ رہے ہیں... آپ یہ منظر دیکھنا چاہیں تو آ جائیے گا۔"

"کہاں آؤں۔" اس نے پوچھا۔

"ہم فون پر بتا دیں گے۔"

"اوہ اچھا۔"

وہ وہاں سے کیسٹوں کی اس دکان پر پہنچے... جس سے کیسٹ خریدی گئی تھی...

"خریدنے والے کا حلیہ بتا سکتے ہیں آپ۔"

"وہ لمبے قد کے دبلے پتلے آدمی ہیں... پہلے بھی اکثر ہم سے کیسٹیں خریدتے ہیں... لیکن وہ صرف دینی کیسٹیں خریدتے ہیں... انہوں نے کبھی گانوں وغیرہ کی کیسٹ نہیں خریدی... بلکہ میں تو ان کا نام بھی بتا سکتا ہوں۔"

"اوہو اچھا... کیا نام ہے ان کا۔"

"جی... خلیق احمد۔"

"اوہ اوہ۔" ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

یہ کیا

رات تاریک تھی... ایسے میں ایک سایہ ایک عمارت کے پائپ پر چڑھ رہا تھا... چھت پر پہنچ کر اس نے زینے کا جائزہ لیا... وہ کھلا تھا... دبے پاؤں نیچے اترا اور پھر اس نے صدر دروازہ کھول دیا.. یہ سارا کام اس نے پنسل ٹارچ کی مدد سے کیا... جلد ہی اس کے دونوں ساتھی اندر آ گئے۔

"کیا رہا؟" محمود نے سرگوشی کی۔

"دیکھ نہیں رہے... میں اندر داخل ہو گیا ہوں اور تم دونوں کے لیے دروازہ کھول دیا ہے۔" فاروق نے جھلا کر کہا۔

"حد ہو گئی... میں مجرم کی بات کر رہا ہوں... خلیق احمد کی بات کر رہا ہوں۔"

"میں چھت سے اتر سیدھا تمہاری طرف آ گیا۔" فاروق نے آنکھیں نکالیں۔

"اچھا بھائی لڑتے کیوں ہو... اب دیکھ لیتے ہیں۔" فرزانہ مسکرائی۔

"ہاں! اس طرح بات کرو... ایک تو پائپ پر چڑھ جاتے ہو،

اوپر سے رعب بھی ڈالتے ہو۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"اچھا... غلطی ہو گئی... اب چلو اندر۔"

وہ آگے بڑھے... اس وقت وہ صحن میں تھے... صحن کے دائیں طرف ڈرائنگ روم تھا... ڈرائنگ روم کے ساتھ ایک کمرہ اور تھا، اس کے لیے دروازہ اسی کمرے سے نکلتا تھا... اس دروازے سے جونہی فرزانہ نے کان لگائے... وہ اچھل پڑی... اب تو دونوں نے بھی کان لگا دیے... اندر زاہد ترشوری کہہ رہا تھا:

"تم ہار گئے، خلیق احمد.. لہٰذا میں تمہیں قتل کرنے لگا ہوں۔"

"زندگی اور موت کا مالک وہ اللہ ہے..."

"لیکن یہ موت خود تم نے اپنے لیے تجویز کی تھی..."

"میں نے یہ کہا تھا تو ٹھیک ہے... میں تمہارے لیے... یہ قربانی دینے کے لیے تیار ہوں... اپنی زندگی کو داؤ پر لگانے کے لیے تیار ہوں... اگرچہ میں نے کہا تھا کہ تمہیں اس حد تک جانے کی کیا ضرورت ہے... مجھے مارے بغیر بھی تم اپنی بات پر قائم رہ سکتے ہو۔"

"نہیں... میں نے کہا تھا... میں تمہیں جان سے مار ڈالوں گا... تاکہ تم اس جنت میں پہنچ جاؤ... جس کے خواب تم ہر روز دیکھتے رہتے ہو... اور دوسروں کو دکھاتے نہیں تھکتے... تم نے اس جنت کا ذکر کر کے میرا ناک میں دم کر دیا... میں نے بارہا تمہیں کہا... میں ان چیزوں کو نہیں مانتا... جنت و دوزخ کوئی چیز نہیں... مرنے کے بعد کوئی زندگی نہیں... سب مر کر مٹی ہو جائیں گے... یہ دنیا اسی طرح

رہے گی... لوگ پیدا ہوتے رہیں گے اور مرتے رہیں گے اور بس... لیکن تم اس بات پر اڑے رہتے تھے... کہ نہیں... مرنے کے بعد بھی زندگی ہے... قیامت کے دن حساب کتاب ہوگا... پھر اچھے اعمال کرنے والے جنت میں جائیں گے اور برے اعمال کرنے والے دوزخ میں جائیں گے... پھر تم وہ کیسٹ لے آئے... اس میں جنت کا طویل بیان ہے... وہ تم نے مجھے سننے پر مجبور کیا... اور اس کیسٹ کو سننے کے بعد میں نے یہ پروگرام ترتیب دیا... دیکھ لو... وہ لوگ سراغ نہیں لگا سکے... مجھ تک نہیں پہنچ سکے... اب تم اس دنیا سے رخصت ہو جاؤ... مرنے کے بعد تمہیں کوئی جنت نہیں ملے گی... تم گل سڑ جاؤ گے... مٹی ہو جاؤ گے۔"

"نہیں... ان شاء اللہ میں جنت میں جاؤں گا۔"

"اوہو جنت نام کی کوئی جگہ ہوگی تو تم جنت میں جاؤ گے نا۔"

"خیر... تم اپنا کام کرو... میں اپنے اللہ کو یاد کرتا ہوں... اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مجھے شہادت کی موت عطا کرے.. آمین۔"

"ایک گولی... صرف ایک گولی۔"

ساتھ ہی محمود نے دروازے پر زوردار انداز میں ہاتھ دے مارا... دروازہ دوسری طرف سے بند نہیں تھا... فوراً کھل گیا...

اندر موجود خلیق احمد اور زاہد ترشوری کے منہ مارے حیرت کے کھل گئے... زاہد ترشوری کی آنکھوں میں خوف دوڑ گیا... جب کہ خلیق احمد کا چہرہ کھل گیا...

انہوں نے دیکھا وہ کرسی کے ساتھ رسیوں سے بندھا ہوا تھا۔

"خلیق احمد... آپ کو آزادی مبارک ہو... اور مرنے کے بعد آپ کو ان شاء اللہ جنت ملے گی... ہاں ان کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتے... کیونکہ ان کی زندگی ابھی باقی ہے اور توبہ کا دروازہ بند نہیں ہوا... لیکن یہ پروگرام ترتیب کس طرح دے دیا گیا... کیونکہ اس پروگرام کے لیے ایک موبائل بھی حاصل کیا گیا ہے۔"

"میں بتاتا ہوں... ویسے ہم اب تک حیران ہیں... آپ یہاں کیسے پہنچ گئے۔"

"ہم اس کیس پر کام کر رہے تھے... کوئی مذاق نہیں کر رہے تھے۔" فاروق نے برا سا منہ بنایا... محمود اور فرزانہ مسکرا دیے۔

"ہاں! یہ تو ہے... اچھا خیر... میں بتاتا ہوں... زاہد ترشوری کا میں کرائے دار ہوں... اور دین پر عمل کرنے کا بہت زیادہ خیال رکھتا ہوں... میری اس قدر پابندی دیکھ کر زاہد ترشوری مجھے بار بار کہتے تھے تم بلاوجہ اتنی محنت مشقت کرتے ہو... گرمیوں کے شدید دنوں میں بھوکے پیاسے رہتے ہو... اور کہتے ہو... میں روزے سے ہوں... شدید سردی کے موسم میں سرد پانی سے وضو کر کے مسجد کی طرف جاتے ہو... ان کاموں سے تمہیں کیا ملے گا بھلا... جواب میں میں کہہ دیتا... اللہ تعالیٰ سے امید ہے... وہ مجھے جنت عطا فرمائیں گے... کیونکہ میں اللہ کو ایک مانتا ہوں... میں نے اپنے نبی حضرت محمد ﷺ کا کلمہ پڑھا ہے... اور دین کے احکامات پر عمل کرتا ہوں... برے

کاموں سے رکا رہتا ہوں... لہٰذا اگر میں تمام زندگی اس طرح گزارنے میں کامیاب ہو گیا... تو اللہ کی مہربانی سے میں جنت میں جاؤں گا... یہ سن کر زاہد کہتے... کوئی جنت نہیں... کوئی دوزخ نہیں... یہ صرف فرضی باتیں ہیں... میں اسے سمجھاتا کہ ایسا نہ کہا کرو، یہ گمراہی کی باتیں ہیں... لیکن یہ نہیں مانتا تھا... پھر ایک دن جنت نام کی ایک کیسٹ میں لے آیا... میں نے یہ انہیں سنائی... یہ سن کر ہنسے... میرا مذاق اڑایا... پھر چونک کر کہنے لگے... ہم ایک تجربہ کیوں نہ کریں... یہ کہ میں تمہیں اغوا کر لوں... اغوا سے پہلے تم انسپکٹر جمشید کو فون کرو... وہ آئیں... اگر انہوں نے تمہارا سراغ لگا لیا... تو ٹھیک، ورنہ میں تمہیں قتل کر دوں گا... تاکہ اس روز روز کی بحث سے نجات مل جائے... میں نے یہ بات مان لی... پھر تفصیل سے پروگرام بنایا گیا... اس میں موبائل بھی شامل کیا گیا... خان بہادر کے چپراسی کو ساری بات بتا کر شریک کیا گیا... خان بہادر کو بھی ساری بات معلوم ہے... لیکن ان دونوں کو یہ معلوم نہیں کہ ہم نے آخری بات کیا طے کی ہے... یہ کہ یہ مجھے قتل کر دیں گے... قتل والی بات انہیں معلوم نہیں... لہٰذا انہوں نے بھی ساتھ دیا... اب آپ یہاں آ گئے ہیں... زاہد ترشوری ہار گئے ہیں... انہوں نے میرے قتل کا ارادہ کر لیا تھا... لیکن یہ ایسا نہ کر سکے... میں انہیں معاف کرتا ہوں، اور ان سے درخواست کرتا ہوں... یہ اللہ پر، اس کے رسول پر درست طریقہ سے ایمان لے آئیں... یہ ہے میرا مقصد۔"

''اس میں شک نہیں... آپ کا مقصد بہت زیادہ اہم ہے...
عظیم ہے... اللہ آپ کو اس کا اجر دے گا.. ہم زاہد ترشوری صاحب
سے یہی کہیں گے... یہ دین کا مطالعہ کریں... کسی عالم کی صحبت
اختیار کریں۔''

''میں... میں ہار گیا... میں ایمان لاتا ہوں... جنت پر...
دوزخ پر اور قیامت کے دن پر... اور اس پر کہ نبی اکرم آخری نبی
ہیں... ان کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا... ہاں قیامت کے نزدیک
حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے... لیکن وہ آپ
ﷺ سے پہلے نبی ہو چکے ہیں... انہیں اللہ تعالیٰ نے آسمان پر اٹھایا
تھا.. قیامت کے نزدیک وہ آسمان سے قیامت کی نشانی کے طور پر
نازل ہوں گے اور آپ ﷺ کی شریعت پر عمل کریں گے... یعنی وہ کوئی
نئے نبی نہیں ہوں گے... اس طرح آپ ﷺ ہی آخری نبی ہیں...''

''بہت خوب! آپ تو خوب سمجھ دار ہیں... پھر اس چکر میں
کس طرح آ گئے۔''

''دراصل میرا ایک دوست ایسے خیالات رکھتا تھا... وہ اکثر
مجھ سے یہ باتیں کرتا رہتا تھا۔ کہ یہاں تک کہ خود میرے خیالات بھی
اس جیسے ہو گئے... پھر میری ملاقات خلیق احمد سے ہوئی... انہوں نے
میرے خیالات سے تو مجھے سمجھانے لگے.. میں کسی طرح نہ مانا، یہاں
تک کہ یہ کیسٹ ہمارے درمیان آ گئی... اور یہ پروگرام بن گیا۔''

''تو کیا آپ سچ مچ انہیں قتل کرنا چاہتے تھے؟''

''ہاں! اس میں شک نہیں... ہم نے پروگرام تو بنایا تھا
صرف یہ دیکھنے کے لیے آپ لوگ مجھ تک پہنچتے ہیں یا نہیں... جب
آپ نہ آئے تو میں نے سوچا... جیت میں گیا ہی ہوں... کیوں نہ
اسے ختم کر دوں... تاکہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری... لیکن آخر
آپ لوگ آ گئے... اب اگر آپ مجھے گرفتار کرنا چاہتے ہیں تو میں
حاضر ہوں۔''

انہوں نے فوراً خلیق احمد کی طرف دیکھا... اس نے نفی میں
سر ہلا دیا۔

''نہیں... ہرگز نہیں... مجھے ان سے کوئی شکایت نہیں... یہ تو
اب سیدھے راستے پر آ گئے ہیں... میرے دل میں ان کی قدر اب
بہت زیادہ بڑھ گئی ہے...''

''اور میرے دل میں آپ کی قدر۔'' زاہد ترشوری نے
مسکرا کر کہا۔

آخر میں ایک بات رہ جاتی ہے کہ فون آپ کس سے کراتے
رہے، یہ بھی ہم جان چکے ہیں، فون چپراسی سے کراتے رہے، زاہد
صاحب کے حلیے میں پہلے آنکھیں سرخ بتائیں، پھر سیاہ... گویا ہمیں
چکر دیا جا رہا تھا...

''بس تو پھر... ہم یہاں ٹھہر کر کیا کریں گے... ہم بھی اپنے
گھر چلتے ہیں...'' فاروق نے منہ بنایا...

اور وہ مسکرانے لگے۔